ہفت روزہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۱، شمارہ نمبر ۲۲

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

شناختی کارڈ میں

مذہب کے خانے کے اضافے کا فیصلہ ہوگیا

اسلامیانِ پاکستان کو یہ اہم ترین کامیابی مبارک ہو

بوسنیا

مظلوم مسلم ریاست جسکے مکین

ایک اور صلاح الدین ایوبی کی راہ تک رہے ہیں

جامع مسجد

"ووکنگ" کو

قادیانیوں کے چنگل سے

واگزار کرانے والا اور

قادیانی شیاطین کیلئے شہابِ ثاقب

بن جانیوالا عظیم ترین مسلمان فرزند

حافظ

بشیر احمد مصری

رحمۃ اللہ علیہ

روزنامہ پاکستان لاہور

قادیانیوں کا نیا فورم

جسکے اکثر کالم نگار قادیانیوں کی وکالت اپنا فریضہ سمجھتے ہیں

آہ! حافظ بشیر احمد مصری

از: مولانا منظور احمد الحسینی

روزنامہ جنگ لندن میں جناب حافظ بشیر احمد مصری کی وفات کی خبر پڑھی گئی تو دفتر ختم نبوت لندن میں رنج و غم کی فضا قائم ہو گئی دفتر میں اور مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی بھی موجود تھے ہم سب نے انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا حافظ صاحب مرحوم کی خدمات کا تذکرہ ہوا اور مشورہ ہوا کہ ان کی نماز جنازہ میں ختم نبوت مرکز لندن کی طرف سے کسی ذمہ داری تھی کو ضرور شرکت کرنی چاہیے قارئین ختم نبوت حافظ بشیر احمد مصری سے واقف ہیں حافظ صاحب مرحوم کے مختلف مضامین بالخصوص مرزا طاہر احمد کی دعوت مباہلہ کے جواب میں حافظ بشیر احمد مصری کا معرکۃ الآراء مضمون قارئین ملاحظہ کر چکے ہیں حافظ صاحب مرحوم نے قادیان میں ایک سرکردہ قادیانی گھرانے میں جنم لیا تھا لیکن قادیانی امت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود آنجہانی کے گھریلو حالات بالخصوص اس خاندان کی بدکاریوں اور بداطواریوں سے متنفر ہو کر مذہب سے ہی لاتعلق ہو گئے اور ایک عرصہ ان پر اس حالت میں گذرا کہ وہ خدا کے وجود پر ہی یقین نہیں رکھتے تھے پھر کسی طریقے ان کا تعلق امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے ہو گیا۔ اور حضرت شاہ جی انہیں تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی کی خدمت میں لے گئے جہاں حافظ بشیر احمد مصری نے حضرت جی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا حافظ صاحب مرحوم اس کے بعد افریقہ چلے گئے جہاں انہوں نے طویل عرصہ گزارا پھر لندن آ گئے اور ووکنگ کی معروف شاہجہان مسجد میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے اس دوران ان کے خفیہ طور پر قادیانی ہونے کی افواہیں عوام میں پھیل گئیں جس پر انہوں نے مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر اور حضرت علامہ خالد محمود کے سامنے اپنے عقائد کا تفصیل کے ساتھ اظہار کیا اور ان رہنماؤں نے تحریری طور پر حافظ صاحب کے قادیانی ہونے کی تردید کی حافظ بشیر احمد مصری علم حیوانات کے ماہرین میں شمار ہوتے تھے اس موضوع پر ان کے متعدد مقالات شائع ہو چکے ہیں اور اسلام میں حیوانات کے ساتھ حسن سلوک کے عنوان پر ان کے ایک مقالہ نے عالمی شہرت حاصل کی ہے جنازہ کے بارے میں اعلان یہ تھا کہ ۱۷ جولائی کو نماز جمعہ کے بعد ووکنگ میں ادا کیا جائے گا چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مرکز ختم نبوت لندن کی نمائندگی کرتے ہوئے راقم الحروف اس روز صبح لندن سے روانہ ہو کر ۱ بجے ووکنگ پہنچا اور جناب

باقی صفحہ ۲۵ پر

شخصیات

قافلہ سالار آزادی

جنہوں نے شاملی کے میدان میں انتہائی حیرت ناک جوہر دکھائے

مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی رح

خلف حافظ لطف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن نانوتہ اپنے والد ماجد سے قرآن شریف حفظ کیا۔ مولانا مملوک علی صاحب، مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری، مولانا شاہ عبد الغنی مجددی، خلف الرشید حضرت شاہ ابو سعید صاحب وغیرہم سے علوم متداولہ کی تکمیل کی، بخاری شریف حضرت شاہ مولانا محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی، اوّل اجمیر کالج میں پھر آگرہ میں ملازم رہے، پھر ملازمت ترک کر دی۔

۱۸۵۷ء کی تحریک حریت میں شریک ہوئے، بڑی جرأت و ہمت سے جہاد شاملی میں حصہ لیا، پیر میں گولی لگی علاج معالجہ کے بعد بھی اس کا نشان باقی رہا، تحریک ختم نبوۃ ہوئی تو کسی آنے والی تحریک کیلئے مرحت تک اپنے آپ کو محفوظ رکھا، روپوشی کی زندگی بسر کی۔ دار و گیر کا دور ختم ہوا تو دار العلوم کے نمونہ پر سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم کی بنیاد رکھی۔ ان دونوں اداروں کے قیام میں صرف چھ ماہ کا فصل ہے۔ آپ حضرت مولانا گنگوہیؒ سے پانچ سال بڑے تھے۔ ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ۔ (۱۸۸۶ء) کی شب میں ۲ بجے آپ نے انتقال فرمایا۔

مولانا محمد منیر صاحب نانوتوی

حضرت مولانا محمد مظہر صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ۱۲۴۷ھ میں نانوتہ میں پیدا ہوئے۔ دہلی کے انہیں اساتذہ کے سامنے جن کا ذکر خیر بار بار آچکا ہے زانوئے تلمذ طے کیا، تحریک میں سرگرم شرکت کے بعد جہاد شاملی میں مردانہ وار حصہ لیا، آپ کو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب سے بہت زیادہ تعلق خاطر رہا تھا، کسی وقت بھی ان سے جدائی گوارہ نہ تھی۔ امیر جہاد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس یگانگت اور تعلق قلبی کا لحاظ فرمایا چنانچہ جو خدمت حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے سپرد فرمائی۔ اس میں آپ کو بھی شریک فرما دیا، مزید برآں تاکید کر دی کہ مولانا محمد قاسم کو کبھی تنہا نہ چھوڑیں کیونکہ خود انہیں اپنی جان کا خیال نہیں تھا۔

تحریک کے خاتمہ پر جب روپوشی کا بادل چھٹا تو آپ نے بریلی پہنچ کر ۱۸۹۱ء میں بریلی کالج کی ملازمت اختیار کر لی اور وہاں مطبع صدیقی کے کام میں اپنے بھائی مولانا محمد احسن صاحب کے شریک مددگار رہے۔

آپ دو سال دار العلوم دیوبند کے مہتمم بھی رہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۱ | ۲ تا ۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ مطابق ۳۰ اکتوبر تا ۵ نومبر ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۲۲

مدیر مسئول : عبدالرحمن باوا

اس شمارے میں

۱۔ آہ! حافظ بشیر احمد مصری ــــــ ۲۰
۲۔ تا فتہ سالار آزادی ــــــ ۲
۳۔ آگیا اعمال کے پاداش میں سیلاب ہے (نظم) ــــــ ۴
۴۔ ایک اور ننگ ملت ظہور ہوگیا (اداریہ) ــــــ ۵
۵۔ خلائی تسخیر اور قرآنی حقیقت ــــــ ۶
۶۔ مولانا عبدالقادر رائے پوری کا دینی تحریکوں کی رہنمائی ــــــ ۸
۷۔ عظیم مسلمان فرزند حافظ بشیر احمد مصری ــــــ ۱۲
۸۔ ختم نبوت برطانیہ میں (معرکہ) ــــــ ۱۳
۹۔ گورنر پنجاب اور دینی مدارس ــــــ ۱۴
۱۰۔ پریس کانفرنس (روزنامہ پاکستان) ــــــ ۱۴
۱۱۔ بوسنیا، مظلوم مسلم ریاست ــــــ ۱۶
۱۲۔ مدارس میں سہ روزہ تربیتی کیمپ کی روداد ــــــ ۱۸
۱۳۔ بارگاہ رسالت میں غیر مسلم شعراء کا نذرانہ عقیدت ــــــ ۲۰
۱۴۔ برطانیہ میں کاروان ختم نبوت رواں دواں ــــــ ۲۱
۱۵۔ اخبار ختم نبوت ــــــ ۲۲
۱۶۔ گوشہ کتب ــــــ ۲۵

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰، پاکستان
فون نمبر: 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K
PH: 071-737-8199.

چندہ اندرون ملک

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ بیرون ملک

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک/ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۰۶۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر عبدالرحمن باوا ـ طابع سید شاہد حسن ـ مطبع القادر پرنٹنگ پریس ـ مقام اشاعت ۱۰۳ بورڈ ٹاؤن کراچی

آگیا اعمال کے پاداش میں سیلاب ہے

سر زمیں میرے وطن کی آج زیرِ آب ہے
آگیا اعمال کے پاداش میں سیلاب ہے

بارشوں سے ہوگئی ہیں سندھ کی فصلیں تباہ
جوش میں ہے ہر ندی ڈوبا ہوا پنجاب ہے

مار تو دوں کی پڑی ہے سرحدِ کشمیر پر!
آگئی گردش میں ہر اک شے بڑا گرداب ہے

کاش رہبر کو پرکھ لیں خوب ہم چننے سے قبل
مومن و صادق ہے یا زندیق ہے کذاب ہے

وقت ہے توبہ کریں شاداب ہوں پھر کھیتیاں
بخش کر کر دے کرم تو اے خدا تواب ہے

رہنما کا اب ہمارے قول کچھ ہے فعل کچھ!
ہوں صفاتِ عالیہ جسمیں یہاں نایاب ہے

وہ نظامِ مصطفےٰ کے ذکر پر کہنے لگے — !!
یہ مبارک آپ کا کتنا سہانا خواب ہے

مبارک بقاپوری

ایک اور سنگِ میل عبور ہوگیا

الحمدللہ اسلامیانِ پاکستان کی دلی آرزو اور خواہش پوری ہوگئی۔ حکومت کو بالآخر ایک جائز اور معقول مطالبے کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑ ہی گئے اور یوں شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کا فیصلہ ہوگیا۔ ازاں قبل جب حکومت نے کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ بنانے کے منصوبے کا اعلان کیا، تا ایں دم جب مذہبی خانے کے اضافے کا فیصلہ ہوا اس درمیانی مدت میں حکومت نے مختلف حیلے بہانے بنا کر اس مطالبے سے جان چھڑانے کی بہت کوشش کی۔ حتیٰ کہ اسلام آباد میں شناختی کارڈوں کی چھپائی شروع بھی کردی گئی۔ جس میں مذہب کا خانہ عنقا تھا اس اقدام کا مقصد یہ تھا کہ حکومت سوچ رہی تھی کہ شاید اس طرح سے جب شناختی کارڈ مذہب کے خانے کے بغیر چھپ کر منظر عام پر آجائیں تو اس مطالبے کے محرکین ناامید ہوکر خاموش ہو جائیں گے۔ مگر اسلامیان پاکستان تو پختہ عزم کرچکے تھے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کروا کر ہی چھوڑیں گے۔ اور الحمدللہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر پاکستان کی تمام قابل ذکر دینی سیاسی جماعتوں کے لیڈروں نے قوم کی بھرپور نمائندگی کی وہ کبھی صدر سے ملتے تو کبھی وزیر اعظم سے کبھی اسلام آباد میں مظاہرے کرتے تو کبھی قومی اسمبلی میں تحریک اٹھاتے اور یوں ایک ایسی جدوجہد شروع رہی جس میں تسلسل بھی تھا۔ اور بالآخر ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو لال مسجد اسلام آباد سے لے کر پارلیمنٹ ہاؤس تک احتجاجی مظاہرے کا اعلان کیا گیا اس مظاہرے میں مولانا خان محمد، مولانا فضل الرحمٰن، قاضی حسین احمد، مولانا اعظم طارق، پروفیسر ساجد میر، مولانا سمیع الحق اور صاحبزادہ احمد سعید کاظمی نے بذات خود شرکت کرنے کا اعلان اور اپنے کارکنوں کو بھی شرکت کا حکم دے دیا تھا۔ جس پیمانے پر اس مظاہرے کی تیاریوں کا اہتمام کیا جارہا تھا۔ اس سے حکومت بوکھلا گئی اور اس نے وزارتِ مذہبی امور میں مشائخ وعلماء کا اس موضوع پر اجلاس طلب کیا مگر اس اجلاس میں کسی بھی عالم حق اور شیخ نے شرکت نہیں کی جس سے حکومت کو حالات کی سنگینی کا اندازہ ہوگیا۔ اور یوں اس نے مظاہرے سے ایک دن قبل مطالبے کے تسلیم کیے جانے کا اعلان کردیا لیکن مظاہرے کے مطالبات میں اس ایک مطالبے کے علاوہ کچھ اور مطالبات بھی تھے۔ لہٰذا قائدین نے اعلان کیا کہ مظاہرے کے تمام مطالبات کو چونکہ تسلیم نہیں کیا گیا لہٰذا مظاہرہ اپنے مقررہ وقت پر ہوگا اور پھر چودہ ۱۴ اکتوبر کو بھرپور مظاہرہ اسلام آباد میں ہوا جس میں قائدین نے مطالبات کے تسلیم کیے جانے تک جدوجہد جاری رکھنے کے عزم کا اعلان کیا۔ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کے مطالبے میں قادیانیوں کے اشارے پر مختلف اقلیتوں نے رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی جن میں ایک نام خاصا مشہور ہے جو پاکستان کے ایک سابق جسٹس دراب پٹیل کا ہے لیکن الحمدللہ ان لوگوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ہم تمام مسلمانوں کو اس کامیابی پر مبارکباد اور ان کی جدوجہد پر انکا شکریہ ادا کرتے ہیں جب کہ اس پر اصل جزا تو انشاء اللہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی عطا کریں گے۔ اور امید رکھتے ہیں کہ ہمارے دوسرے مطالبات میں بھی قوم ہمارا ساتھ دے گی اور حکومت کو مجبور کرے گی کہ وہ دشمنانِ اسلام سے ملک کو پاک کرے۔

خلائی تسخیر اور قرآنی ہفت سماوات

مولانا محمد موسیٰ خان

تین سوال (۱) جب سے چاند تک خلائی جہازوں کی آمد و رفت شروع ہوئی ہے مختلف حلقوں اور طبقوں کی طرف سے یہ سوالات کیے جا رہے ہیں کہ

(۱) قرآنی ہفت آسمان کہاں واقع ہیں؟

(۲) ستارے اور سیارے ان کے اوپر ہیں یا ان سے نیچے؟

(۳) کیا شمس و قمر اور دیگر لاکھوں کروڑوں ستارے کھلی فضا اور خلائے بسیط میں معلق ہیں یا کسی ٹھوس اور سخت جسم میں جڑے ہوئے ہیں؟

اسلامی نقطۂ نظر سے ان کا مختصر جواب یہ ہے کہ آسمان سیاروں اور ستاروں سے بالا ہیں کل سیارے ستارے آسمانوں سے نیچے کھلی فضا میں متحرک رہتے ہیں خدا کی قدرت سے کسی ٹھوس جسم کے سہارے کے بغیر یہ اپنی اپنی گزرگاہوں پر یوں رواں دواں رہتے ہیں جیسے ہوائی جہاز ہوا میں اپنی لائن پر۔

سائنسدانوں پر آسمانوں سے انکار کی تہمت

(الف) بہت سے اہل علم اور نو تعلیم یافتہ حضرات سائنس اور سائنسدانوں کی طرف قرآنی سماوات کا انکار منسوب کر کے اصول سائنس سے یا قرآنی سماوات کے محل وقوع کے متعلق اسلامی نظریہ سے اپنی ہی بے خبری و کم علمی کا ثبوت مہیا کرتے ہیں

(ب) سائنسدان معترف ہیں کہ ہم ان ہزاروں ایجادات و اکتشافات کے ہوتے ہوئے محیر العقول ترقی سے ہم آغوش ہونے کے باوجود اور دیو ہیکل دوربار دوربینوں کی تنصیب کے بعد بھی اس لامتناہی کائنات کے ایک گوشہ ہی کا چکر لگا سکے ہیں وہ اقرار کرتے ہیں کہ ابھی تک اس جہان کا عشر عشیر بھی ہم اپنی دوربینوں سے شکار نہ کر سکے۔

(ج) وہ اپنے اس عجز کا فراخدلی کے ساتھ اقرار کرتے ہیں کہ ہم اس غیر محدود کائنات کے ادنیٰ کنارے میں اس کے اس حصے کے سامنے جو ہماری نظر سے پوشیدہ اور مخفی ہے اس شخص کی طرح حیران و انگشت بدنداں کھڑے ہیں جو سمندر کے ساحل میں صرف چند گز ہی پانی میں جا گھسا ہو۔ اس کے آگے وسیع و عریض سمندر ہے جس کی وسعت و گہرائی کا وہ قائل تو ہے پر نہیں جانتا کہ کیا ہے۔ کیا ہو رہا ہے کتنی گہرائی ہے اور کتنی وسعت ہے؟

کیا آسمان منتہائے نظر کا نام ہے

(د) یہ بھی ایک اتہام ہے کہ سائنسدانوں کے نزدیک آسمان منتہائے نظر کا نام ہے تہمت اس لیے کہ منتہائے نظر تو کوئی چیز ہی نہیں تو سائنسدان اتنے بے فکر و بے حس تو نہیں کہ آسمان کی نشاندہی کرتے ہوئے ایسی غلط بات کہیں علی التسلیم وہ اس خالی فضا کو منتہائے نظر کہتے ہیں جو حد نگاہ ہو۔ بنابریں وہ ایک معین و مخصوص چیز نہیں کیونکہ بینائی کی شدت سے وہ حد بعید اور اس کی کمی سے وہ حد قریب ہو گی ہر شخص کی حد نگاہ علیحدہ علیحدہ ہے۔

حد نگاہ کو سماء کہنا اسلام کے خلاف نہیں

(ہ) منتہائے نظر کو سماء کہنا قرآن و حدیث اور لغت سے ثابت ہے کہ سماء لغۃً ہر بالائی شی کو کہا جاتا ہے۔ لیکن اس سے قرآنی سبع سماوات کا انکار لازم نہیں کیونکہ قرآنی ہفت سماوات نظر آنے والی فضا میں سرے سے موجود ہی نہیں وہ تو بہت بلند اور اس فضا سے وراء الوراء ہیں۔

(و) اگر ایک شخص یہ کہہ دے کہ خشکی پر تا منتہائے نظر مجھے مچھلی نظر نہیں آ رہی تو آپ اسے مچھلی کے وجود کا منکر نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ یہ تہمت لگا سکتے ہو کہ وہ منتہائے نظر کو مچھلی کہتا ہے اس کا دعویٰ درست ہے کیونکہ مچھلی خشکی پر ہے ہی نہیں۔ تو نظر کیونکر آئے اس کی رہائش سمندر میں ہوتی ہے اسی طرح اگر کوئی یہ کہہ دے کہ میں پاکستان کے چپے چپے میں گھوما مگر کہیں خانہ کعبہ نظر نہیں آیا تو اسے خانہ کعبہ کے وجود کا منکر نہیں کہا جا سکتا کیونکہ کعبۃ اللہ پاکستان میں ہے نہیں تو مشاہدہ میں کیسے آئے وہ تو پاکستان سے باہر حجاز میں ہے۔

(ز) قرآنی ہفت آسمان تمام ستاروں سے بالا ہیں سائنسدان دوربینوں کے ذریعے ابھی تک ستاروں کا مکمل مطالعہ و مشاہدہ نہیں کر سکے ہیں ابھی تک کوئی ایسی بڑی دوربین ایجاد نہیں ہو سکی جس کے ذریعہ ستاروں کی آخری سرحد تک نگاہ کی رسائی حاصل ہو سکے۔

تمہیدات (۱) ہفت سماوات کے متعلق اسلامی نظریے کی تفصیل و دلائل سے قبل چند باتیں بطور تمہید کے پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) سماوات ٹھوس اور سخت اجسام ہیں قرآن و حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے قرآن میں ہے ان اللہ یمسک السموٰت والارض ان تزولا (ترجمہ: اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو گرنے سے روکتا ہے) معلوم ہوا کہ آسمان ٹھوس وزن دار

جسم کی طرح گرنے والی چیز ہے۔

(۲) اذا السماء انشقت۔ جب آسمان پھٹ جائے گا ثابت ہوا کہ آسمان سخت جسم کی طرح پھٹنے یا ٹوٹنے والی شئی ہے۔

(۳) سماء اور فلک ایک شئی نہیں اصطلاحی نقطہ نظر سے دونوں کا مصداق الگ الگ ہے سماء تو ٹھوس جسم کا نام ہے جو عالم پر محیط ہے نیز سماوات سات ہی ممکن ہے کہ زیادہ ہوں اور افلاک خلائے بسیط میں تاروں سیاروں اور اقمار (چاند) کے مدارات (گذرگاہوں) کا نام ہے مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فیض الباری شرح بخاری میں ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سماوات ٹھوس اجسام ہیں اور افلاک ان خلائی شاہراہوں کا نام ہے جن میں ستارے اور سیارے علی الدوام گردش کر رہے ہیں۔

(۳) ستارے افلاک میں ہیں آسمان پر نہیں

(۴) افلاک (مدارات) آسمانوں سے نیچے ہیں لہٰذا ستارے بھی اسلامی نظریہ کی رو سے آسمانوں سے نیچے ہیں۔

(۵) چاند مریخ و زہرہ وغیرہ تک پہنچنے کے لیے خلائی راکٹوں اور جہازوں کو آسمانوں پر سے گزرنا نہیں پڑتا۔

دلائل:۔ قرآن کریم کی کئی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ستارے آسمان سے نیچے ہیں کئی آثار و روایات سے بھی یہی واضح ہوتا ہے۔

دلیل ۱:۔ کل فی فلک یسبحون (سورۃ انبیاء و یٰسین)

(ترجمہ) کل تارے اپنے اپنے افلاک میں گردش کر رہے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تارے سیارے افلاک میں ہیں اور اس سے قبل بیان ہو چکا ہے کہ افلاک و سماوات کا مصداق الگ الگ ہے سماوات تو ٹھوس اجسام ہیں اور افلاک ان سے نیچے ان فضائی و خلائی گزرگاہوں کا نام ہے جن میں ستارے اور سیارے رواں دواں ہیں بہرحال آیت بالا سے واضح ہوا کہ کواکب افلاک میں ہیں اور افلاک آسمانوں سے نیچے ہیں تو کواکب (ستارے) بھی آسمانوں سے نیچے ہوں گے۔

مذکورہ صدر آیت میں قابل غور امور

(۱) لفظ کلٌ جمع کے لیے مستعمل ہوتا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ ایک ستارہ بھی آسمان پر نہیں سب کے سب اس سے نیچے ہیں۔ تفسیر مدارک ج ۲ صفحہ ۲۱ میں ہے کل ای کلھم والضمیر للشمس والقمر والمراد بھما جنس الطوالع۔ ترجمہ کلھم کی ضمیر شمس وقمر کی راجع ہے لیکن مراد سارے ستارے ہیں۔

(۲) اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر ایک ستارہ سیارہ اپنی ذاتی حرکت سے متحرک ہے جدید علم فلکیات والوں کا نظریہ بھی یہی ہے لہٰذا قرآن و سائنس کے نظریے کی مطابقت ہوئی۔

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

(۳) فلاسفہ یونان کی اس رائے کی تردید ہوئی کہ ستارے سیارے اپنی حرکت سے متحرک نہیں ان کا نظریہ تھا کہ کل کواکب آسمانوں میں یوں جڑے ہوئے ہیں جیسا میخ تختے میں اور نگینہ انگشتری میں فلاسفہ یونان کہتے تھے کہ یہ جو کواکب کی حرکت نظر آتی ہے جس سے وہ طلوع و غروب کرتے ہیں یہ در اصل آسمان کی حرکت ہے۔ آسمان کی حرکت سے کواکب بھی حرکت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں قرآن تو پہلے سے فلاسفہ یونان کی اس رائے کی تردید کر چکا تھا زمانہ حال کے سائنسدانوں نے بھی دوربین وغیرہ آلات سے کواکب کی حرکات کا مشاہدہ کر کے فلسفہ یونان کی طبع سازیوں کی قلعی کھولتے ہوئے قرآن کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

سیاروں کی حرکت:۔ سائنسدانوں کے نزدیک نظام شمسی کے نو سیارے ہیں جو اپنے مرکز آفتاب کے گرد اگرد بھی متحرک رہتے ہیں یہ ان کی سالانہ حرکت کہلاتی ہے اور اپنے اپنے محور پر بھی لٹو کی طرح گردش کرتے رہتے ہیں یہ ان کی محوری حرکت کہلاتی ہے۔

تنبیہ: چاند سورج کی بجائے زمین کے ارد گرد گھومتا ہے سورج ساکن نہیں ہے بلکہ سائنسدانوں کا سورج کے متحرک ہونے پر اتفاق ہے میٹرک اور ایف اے کی بعض نصابی کتابوں میں یہ جو درج ہے کہ سورج ساکن ہے صحیح نہیں ہے۔

دلیل ۲:۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلناھا رجوما للشیاطین۔ ہم نے مزین کر دیا آسمان دنیا کو تاروں سے اور ان کو شیاطین کے لیے رجوم بنایا۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ تارے پہلے آسمان کے لیے زینت ہیں اور ان کا تعلق صرف سماء دنیا سے ہے تاہم وہ سماء دنیا میں چھپے ہوئے نہیں بلکہ آسمان سے نیچے کھلی فضا اور خلا میں معلق ہیں کیونکہ از روئے آیت بالا یہی تارے آتشیں گولے ہیں جو شیاطین آسمانوں میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں ان کے روکنے کے لیے یہ آتشیں گولے برسائے جاتے ہیں عقل کا تقاضا یہ ہے کہ (رجم) آتشیں گولے پھینکنے کے لیے کھلی فضا ضروری ہے نیز رجم سے مقصود آسمان کی حفاظت ہے اور حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ آسمانوں تک پہنچنے سے قبل شیاطین پر گولے برسائے جائیں لہٰذا آیت بالا کا مفہوم یہ ہوا کہ ستارے آسمان سے نیچے کھلی فضا میں ہیں جو کہ آسمان کے لیے زینت کا موجب اور شیاطین کے لیے رجوم (گولے) ہیں سماء کی تزیین کواکب سے ایسی ہوگی جیسے چھت کی زینت اس سے نیچے لٹکتے ہوئے قمقموں سے ہوتی ہے عربی کا ایک شاعر کہتا ہے

زینت السقف بالقنادیل

ترجمہ:۔ میں نے چھت کو قندیلوں سے آراستہ کر دیا

دلیل ۳:۔ مشہور زمانہ محدث مفسر اور مورخ ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں بروایت ابن عباس

باقی صفحہ ۲۲ پر

مولانا ابوالحسن علی ندوی

مولانا عبدالقادر رائے پوری کی دینی تحریکوں کی رہنمائی و سرپرستی

پس پردہ رہنمائی و سلسلہ جنبانی :۔ ہندوستان کے متعدد مشیوخ کبار جن میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء حضرت مجدد الف ثانی شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا نام بطور مثال کے لیا جا سکتا ہے اپنے گوشہ عزلت یا مرکز ارشاد و تربیت میں بیٹھ کر بڑی بڑی انقلاب انگیز اور عہد آفریں تحریکوں کی رہنمائی و سرپرستی فرمائی ہے وقت کے فتنوں کا مقابلہ کیا ہے اور اپنے خلفاء و منتسبین کے ذریعہ اشاعت یا حفاظت اسلام کا نہایت وسیع اور موثر کام انجام دیا ان کی تحریک و ترغیب تحریض و تشویق اور حکم و ہدایت سے ان کی نگرانی اور سرپرستی میں ان کے خدام منتسبین نے وقت کے اہم تقاضے پورے کیے اور ان خطرات کا سدباب کیا جو اس وقت مسلمانوں کو درپیش تھے دوسرے دیکھنے والوں کی نظر میدان کے انہی سپاہیوں پر تھی، جو سرگرم اور متحرک تھے لیکن جو لوگ حقیقت حال سے واقف تھے وہ جانتے تھے کہ اس کام کی اور ان کام کرنے والوں کی ڈوری کسی اور کے ہاتھ میں ہے جس کا اخلاص سوز دروں اور حکمت و فراست ان سے کام لے رہا ہے اور ان کے اندر قوت عمل جذبہ و ایثار اور نظم و اتحاد قائم کیے ہوئے ہے اور وہی اس کام کی قوت و اثر کا اصل سرچشمہ ان کے قلوب کے لیے حرارت و توانائی کا اصل مرکز ہے

حضرت مولانا عبدالقادر صاحبؒ نے اگرچہ اپنے شیخ کی نیابت و وراثت میں اور ان شیوخ متقدمین کی (جن کا اوپر تذکرہ ہوا) تقلید و اتباع میں اپنے لیے ایک گوشۂ عزلت کا انتخاب کیا تھا اور بظاہر صرف سلوک و تربیت سے تعلق رکھا تھا لیکن انہوں نے اس گوشۂ گمنامی میں بیٹھ کر اپنے اسلاف کرام کی طرح متعدد دینی تحریکوں اور خدمت دین اور حفاظت اسلام کے مختلف اہم کاموں کی سرپرستی اور رہنمائی فرمائی تھی جن کی تاریخ و روداد کا بڑا حصہ آپ کے جذبہ اخفاء اور کارکنوں کی بے توجہی سے اس وقت تک پردہ خفا میں ہے اور بہت جستجو اور تلاش و تحقیق سے اس کی کچھ کڑیاں دستیاب ہو سکتی ہیں یہاں صرف چند تحریکوں کا ذکر بہت اختصار اور اجمال کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

تحریک احرار :۔ احرار کی تحریک اگرچہ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور چوہدری افضل حق مرحوم کی سیاسی ذہانت اور مولانا شاہ عطاء اللہ شاہ بخاری کے اخلاص جوش اور سحر بیانی کا نتیجہ تھی لیکن اس کے قالب میں جو دینی روح تھی وہ حضرت ہی کے تعلق اور اخلاص و درد کا پرتو تھی، مولانا حبیب الرحمٰن و مولانا سید شاہ عطاء اللہ مرحوم نہ صرف حضرت سے بیعت و انتساب کا تعلق رکھتے تھے بلکہ ان کو حضرت سے اور حضرت کو ان دونوں سے بہت گہرا تعلق تھا۔ ان دونوں کے علاوہ احرار کے بیشتر علماء و رہنما حضرت سے بیعت و تربیت کا تعلق رکھتے تھے حضرت کو احرار کی تحریک و جماعت سے بڑی توقعات تھیں اس تحریک میں دین و سیاست کا امتزاج، عوام سے تعلق اور اس کے رہنماؤں کا جذبہ حریت و جہاد اور انگریز دشمنی اور ان کی جرأت و ہمت حضرت کے مزاج سے بہت مناسبت رکھتی تھی اور حضرت کو یہ امید تھی کہ اس جماعت کی کامیابی سے دین کا دائرہ اثر وسیع ہوگا اور عوام لادینی سیاسی تحریکات کے خراب اثرات سے محفوظ رہیں گے جاننے والوں میں سے کوئی بھی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت کو تحریک احرار سے گہری دلچسپی اور اس کے رہنماؤں اور کارکنوں سے عزیزانہ اور سرپرستانہ محبت و شفقت تھی اور وہ بھی حضرت کو اپنا روحانی سرپرست اور پشت پناہ سمجھتے تھے۔

حضرت اپنی خداداد سیاسی بصیرت سے احرار کے لیے یہی مناسب سمجھتے تھے کہ وہ وقتی اور مقامی تحریکوں اور اندھے جوش سے اپنے کو بچا کر اپنی جدوجہد جاری رکھیں اور ناسمجھ عوام کے جذبات و مطالبوں سے بے پروا ہو کر خلوص اور ہوشیاری کے ساتھ اپنا کام کرتے رہیں اور صرف ملک کی آزادی مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کی بہتری اور دشمن اسلام تحریکوں اور سازشوں (جن میں قادیانیت کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے) کا مقابلہ کرنا پیش نظر رکھیں اسی مقصد کے پیش نظر حضرت جماعت احرار کی مسجد شہید گنج ایجی ٹیشن میں شرکت (جو حضرت کے نزدیک احرار کو الجھانے کے لیے شروع کیا گیا تھا) مناسب اور قرین عقل نہیں سمجھتے تھے حضرت کے اس رجحان اور جماعت احرار سے تعلق کا اندازہ اس واقعہ سے ہوگا جو مولانا محمد علی صاحب جالندھری نے بیان کیا ہے مولانا لکھتے ہیں

پنجاب میں مجلس احرار مقبول ترین جماعت تھی

جنگ کے بادل امنڈ رہے تھے۔ ۱۹۳۶ء کے انتخابات سر پر آرہے تھے اولاً حکومت پنجاب نے احرار لیڈروں سے سودا کرنا چاہا کہ انتخاب میں تم آگے آؤ ہم تعاون کریں گے آنے والی جنگ میں مجلس احرار نے برطانیہ کی امداد کرنے سے اس وقت انکار کر دیا جب تک مکمل آزادی کا اعلان نہ کیا جائے گورنر پنجاب نے شہید گنج کی مسجد گروا کر حالات تبدیل کر دیئے مجلس احرار پر انتہائی امتحان کا وقت آیا مسلمان انتہائی مشتعل تھے اور ایجی ٹیشن کرنا چاہتے تھے مگر یہ راستہ غلط تھا غلط تھا حکومت کے خرید کردہ لیڈروں نے مسلمانوں کو پاگل بنا دیا تھا احرار بزرگوں نے مسلمان قوم کو راستہ سے روک کر اپنی بے پناہ مقبولیت قربان کرنی گوارا کی لیکن غلط رہنمائی کر کے اپنا وقار باقی رکھنا منظور نہ کیا۔ پوری مسلمان قوم ناراض ہو گئی گورنر کا منشا پورا ہوا یہ سب کچھ ہونے کے بعد احرار کے بزرگ اتفاقاً حضرت والا سے کسی جگہ مشرف بزیارت ہوئے۔ بار بار ہنس کر فرمایا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ کودے میرے شیر کودے میرے شیر (یعنی ایجی ٹیشن کریں گے) مگر اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرما دی۔

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی سے جو قلبی تعلق تھا وہ کسی سے مخفی نہیں ان حضرات کے جیل جانے کے بعد ان کے خاندان اور پسماندہ افراد کی فکر رکھتے اور ان سب کی ذمہ داری محسوس فرماتے۔

مولانا محمد علی صاحب جالندھری لکھتے ہیں:۔

مولانا حبیب الرحمٰن منٹگمری جیل میں جب نظر بند تھے ملاقات کی کسی کو اجازت نہ تھی میں رائے پور حاضر ہوا۔ فرمایا کہ مولانا حبیب الرحمٰن سے ملاقات اگر کسی طرح ہو جائے۔ تو بہت اچھا ہے۔ دل ملاقات کو چاہتا ہے میں نے عرض کیا حضرت میں انتظام کروں گا اس پہ بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا۔ فرمایا ضرور کوئی انتظام کریں سخت سردی کا زمانہ تھا میں نے ایک ایم ایل اے کے ذریعہ جو میرا ملاقاتی تھا وزیر جیل منوہر لال سے اجازت لی بذریعہ تار ملتان اجازت کی اطلاع ملی میں نے رائے پور اطلاع دی۔ حضرت والا سخت سردی میں منٹگمری تشریف لائے میں اسٹیشن پر پہلے سے موجود تھا رات منٹگمری میں ایک دوست کے ہاں قیام کرایا، صبح مولانا حبیب الرحمٰن سے ملاقات ہوئی۔

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے متعلق بڑے بلند کلمات فرماتے تھے اور ان سے اور ان کی وجہ سے ان کے خاندان سے بڑی محبت و شفقت کا برتاؤ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ "تم بخاری صاحب کو یوں ہی نہ سمجھو کہ صرف لیڈر ہی ہیں انہوں نے اتنا ذکر کیا ہے"۔ اور فرمایا کہ یقین تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا نصیب فرمایا ہے کہ بادشاہ پایاں حالات و کیفیات کیا چیز ہے۔ اصل تو یقین ہی ہے اللہ تعالیٰ جس کو عطا فرما دے۔ مولانا محمد علی صاحب جالندھری فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت کے سامنے بخاری صاحب کے لڑکوں کا تذکرہ آیا فرمایا کہ شاہ صاحب کے لڑکے ہیں میں تو ان کا نوکر ہوں۔ یہ محبت اور خصوصیت ان کے اخلاص خود فراموشی دینی خدمت میں انہماک اور اس نفع کی بنا پر تھی جو ان کی ذات اور ان کی ایمان افروز تقریروں سے عظیم مجمعوں میں پہنچتا تھا اور خصوصیت کے ساتھ پنجاب اور بالخصوص ملتان اور اس کے نواح میں جو عقائد کی اصلاح ہوئی تھی خود شاہ صاحب اپنی تقریروں اور کوششوں کی روح اور اپنی زبان کے اثر اور اس محنت و جانکشی کے تحمل کا راز ایک مخلص اور مقبول بندہ کے ساتھ تعلق اور اس کی دعاؤں اور محبت کو سمجھتے تھے اور اس پر ان کو بڑا ناز اور بہت اعتماد تھا احرار سے محبت کی وجہ ان کی شان قلندرانہ اور جرأت رندانہ تھی۔ ہر نئے فتنہ اور جدید فرقہ کے مقابلہ میں یہ سینہ سپر اور سر بکف ہوتے قادیانیت، رفض و تفضیل اور متعدد ایسی گمراہ کن تحریکیں تھیں جن کے مقابلہ میں یہی سرپھرے میدان میں آتے ہیں ؎

کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

اس لیے حضرت اس جماعت کے کارکنوں کی بہت سی کوتاہیوں اور غلطیوں سے بھی چشم پوشی فرماتے اور ان کے جذبہ اور ہمت کی قدر کرتے۔

تحریک قادیانیت کی تردید اور اس کا مقابلہ

حضرت نے قادیانیت کا آغاز اور اس کے سب دور اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے خود مرزا صاحب اور حکیم نورالدین صاحب اور اس تحریک کے بڑے بڑے ذمہ داروں سے قریبی واقفیت تھی آپ اس تحریک کے حقیقی مقاصد اور اس کے اندرونی حالات سے بخوبی آگاہ تھے اور اس کو اسلام کی بیخ کنی اور تخریب کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے عشق و محبت کا جو تعلق اور آپ کے ختم رسل اور امام کل ہونے پر جو اعتقاد و یقین تھا اس کی بنا پر آپ نبوت کے ہر مدعی کو نبوت محمدی کا رقیب و حریف سمجھتے تھے اور اس سے آپ کو ایسی ہی نفرت اور غیرت آتی تھی جیسے ایک غیرت مند عاشق اور ایک وفادار غلام کو آنی چاہیے تھی یہی جذبہ تھا جس نے آپ سے پہلے مولانا سید محمد علی مونگیری ناظم ندوۃ العلماء اور مولانا سید انور شاہ کشمیری کو مضطرب اور بے قرار بنا رکھا تھا اور انہوں نے قادیانیت کی مخالفت کو اپنے لیے افضل عبادت اور افضل جہاد سمجھا تھا۔ حضرت بھی اس بارے میں طبعی اور وجدانی طریقے پر صاحب یقین اور صاحب حال تھے۔ تحریک احرار ختم نبوت اور احراری رہنماؤں اور علماء میں درحقیقت آپ ہی کا جذبہ اور آپ ہی کی روح کام کر رہی تھی۔ آپ اس سلسلہ کی ہر کوشش کو وقت کا اہم فریضہ اور دین کی اہم خدمت سمجھتے تھے اور ہر طرح اس کی ہمت افزائی اور سرپرستی فرماتے تھے اور دل و جان سے اس کی خدمت و تقویت کو ضروری سمجھتے تھے ان کوششوں کے تذکرہ سے آپ کے اندر شگفتگی اور تازگی پیدا ہوتی تھی اور وہ آپ کی روح کی غذا بن گئی۔

مولانا محمد علی صاحب فرماتے ہیں

مرزائیت کی نسبت جس قدر متفکر رہتے آپ کو معلوم ہی ہے جب میں حاضر ہوتا فرماتے مرزائیوں کا کیا حال ہے؟ اگر کوئی خوشی کی بات بتائی جاتی اکثر فرماتے الحمدللہ اگر ہنسی والی بات ہوتی تو ایسا ہنستے کہ تمام بدن مبارک متحرک ہو جاتا۔

ایک دفعہ حاضر ہوا تو ایک نوٹ نکال کر عطا فرمایا

کہ ختم نبوت کے کام کی امداد میری طرف سے پھر مجلس میں حاضرین کو توجہ دلائی۔ سب نے امداد کی حضرت مولانا فضل صاحب نے دس روپیہ کا نوٹ نکال کر دیا فرمایا پانچ روپیہ رکھ لو میں نے پانچ کا نوٹ واپس کرنے لگا حضرت نے فرمایا واپس کیوں لیتے ہو یہ بھی مجھے دو انہوں نے وہ بھی دے دیا۔

اس سلسلہ میں جو لوگ نمایاں حصہ لیتے تھے اور جنہوں نے رات دن ایک کر رکھا تھا ان سے حضرت کو نہایت محبت تھی اور ان کی نہایت قدر فرماتے تھے اور اپنی محبت و پیار کا اظہار فرماتے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے بعد مولانا محمد علی جالندھری اس میں پیش پیش تھے حضرت ان سے بڑی محبت و شفقت فرماتے تھے اور ان کا بڑا اکرام کرتے تھے مولانا لکھتے ہیں

ایک دفعہ صبح آٹھ بجے کے قریب لائل پور حاضر ہوا زمین کے فرش پر دھوپ میں تشریف فرما تھے۔ آگے ہو کر فرش پر بیٹھنے کا حکم دیا میں تھوڑا آگے ہوا بالکل برابر بٹھا کر کمر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا 'میرا بچہ آیا'۔

"میری موجودگی میں جب حضرت والا کی خدمت میں دودھ پیش کیا جاتا تب فرماتے مولوی صاحب کو پلاؤ میں پی کر کیا کروں گا یہ تو کام کرتے ہیں خدام اصرار کر کے پلاتے اور کہتے اور دودھ مولوی صاحب کو پلا دیں گے پھر بھی پورا نہ پیتے بلکہ چھوڑ کر فرماتے "مولوی صاحب کو پلا دو"۔ اس طرح بارہا حضرت کا تبرک ملا۔"

مولانا محمد صاحب انوری لکھتے ہیں:۔

آخر عمر میں حضرت اقدس کو رد مرزائیت کی طرف بڑی توجہ ہو گئی تھی مولوی محمد حیات صاحب کو (جنہیں قادیانیوں اور لاہوریوں کی کتابیں ازبر ہیں) بلا کر مباحث سنتے تھے اور مولوی لال حسین اختر کو بلا بھیجتے تھے مولانا محمد ابراہیم میر صاحب سیالکوٹی کی "شہادت القرآن" کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے دوبارہ اس کو طبع کرانے کے بڑے متمنی تھے آخر کار حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی توجہ مبارک سے اس کی دوبارہ اشاعت ہو گئی اور ایک علمی خزانہ ہاتھ آ گیا علماء جو ادھر اُدھر کے مسائل میں الجھے رہتے ہیں حضرتؒ کو بڑا صدمہ ہوتا تھا ان ابحاث میں حضرتؒ نہیں پڑتے تھے بلکہ اہم کام رد مرزائیت کو قرار دیتے تھے"

حضرت ہی کے حکم اور ایماء پر تحریک ختم نبوت میں مولانا محمد صاحب جیل گئے مولانا لال حسین صاحب اختر کے لیے اسی سلسلہ کی سعی و جہد کو وظیفہ اور سلوک قرار دیتے تھے اور اس کو ان کی ترقی کا ذریعہ بتاتے تھے جنوری ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک شروع ہوئی حضرت ہمہ تن اس کی طرف متوجہ رہے اور اس کی فکر اور اس کا اثر پورے طور پر آپ کی طبیعت قوئ فکریہ اور اعضاء جوارح پر مستولی ہو گیا محمد افضل صاحب (سلطان فاونڈری والے) کہتے ہیں کہ تحریک کے زمانہ میں آپ ایک مرتبہ اپنے وطن ڈھڈیاں تشریف لائے ہوئے تھے پنجاب کے ایک مشہور عالم کہیں قرب و جوار میں تشریف لائے تھے حضرت کی موجودگی کی اطلاع پا کر زیارت کے لیے ڈھڈیاں آئے آپ کی نگاہ جب ان پر پڑی تو آپ بڑے ذوق و شوق کے ساتھ ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے اس وقت لاہور اس تحریک کا مرکز تھا اور یہاں گاؤں ہونے کی وجہ سے دیر میں خبریں پہنچتی تھیں آپ کا خیال تھا کہ یہ دورہ کرتے ہوئے آ رہے ہیں، ان کو تازہ حالات کا علم ہو گا آپ نے بڑے اشتیاق کے ساتھ ان سے تحریک کی رفتار اور لاہور کے حالات کے متعلق دریافت کیا انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا جس سے بے توجہی اور عدم دلچسپی کا اظہار ہوتا تھا حضرت بہت مایوس اور پژمردہ ہو گئے کہ یہ شہر سے آ رہے ہیں کچھ تازہ حال سنائیں گے مگر یہ تو بالکل ناواقف اور بے تعلق نکلے محمد افضل صاحب یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جس زمانہ میں تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں پر مقدمہ چل رہا تھا اور مولوی مظہر علی اظہر احرار کے پیروکار اور وکیل تھے حضرتؒ نے ایک روز مجھ سے فرمایا کہ کل ذرا سویرے موٹر لے آنا کہیں چلیں گے میں موٹر لے کر حاضر ہوا حضرت مولوی مظہر علی کی کوٹھی پر تشریف لائے اور تنہا ان کے پاس تشریف لے گئے بہت دیر تک تنہائی میں ان سے باتیں کیں خاصی دیر کے بعد باہر تشریف لائے۔

اس موضوع اور مقصد سے حضرت کی شیفتگی اور شغف کا اندازہ اس سے ہو گا کہ حکومت پنجاب کے ماتحت جنوری ۱۹۵۸ء میں لاہور میں اسلامک کلوکیم (مذاکرہ اسلامی) منعقد ہوا۔ اس میں مشرق وسطیٰ کے بڑے ممتاز اور نامور عالم شریک ہوئے انہوں نے بعض شرکاء جلسہ اور پاکستانی علماء سے قادیانیت کے متعلق سوالات کیے اور اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ اگر عربی زبان میں اس مذہب اور تحریک کے متعلق کوئی کتاب یا مضمون ہو تو ان کو پڑھنے کے لیے دیا جائے ان کا خیال تھا کہ اسی سرزمین میں یہ مذہب و تحریک پیدا ہوئی اس کو سمجھنے کا یہاں سے بہتر موقع نہیں مل سکتا۔ لیکن عربی میں کسی موزوں کتاب کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے جس میں اس تحریک اور اس کے بانی کے تعارف اور اس مذہب کی حقیقت اور اس کی تاریخ بیان کی گئی ہو ان کو کوئی چیز پیش نہ کی جا سکی جو لوگ کلوکیم میں شریک ہوئے تھے اور وہاں کی کارروائی سے واقفیت رکھتے تھے وہ اکثر شام کی مجلس میں حضرتؒ سے وہاں کی روداد بیان کرتے تھے۔ حضرت کو یہ سن کر بڑا صدمہ ہوا کہ ان اہم علماء کی فرمائش پوری نہیں کی جا سکی اور قادیانیت کے بارے میں عربی زبان میں کوئی ایسی کتاب نہیں جس سے اس کی حقیقت معلوم ہو سکے راقم سطور بعض مجبوریوں کی بنا پر کلوکیم میں نہیں پہنچ سکا تھا اور چند دن کی تاخیر سے حضرت کی خدمت میں لاہور حاضر ہونے والا تھا حضرت نے اس موقع پر فرمایا کہ وہ آئیں گے تو ہم ان سے چمٹ جائیں گے کہ یہ کام کر کے جاؤ۔

میں جب لاہور پہنچا تو حضرت نے یہ سب واقعہ سنایا اور فرمایا کہ تم عربی میں ایک کتاب لکھ دو مولانا محمد حیات صاحب کو اور دوسرے احباب اور خدام کو حکم ہوا کہ وہ اس کے لیے ضروری مواد اور سامان مہیا کر دیں حضرت کا یہ قلبی تقاضا دیکھ کر اور حکم سن کر اپنی بے بضاعتی اور نااہلی کے باوجود میں نے حکم کی تعمیل کا وعدہ کر لیا صوفی عبدالحمید صاحب کی کوٹھی پہ قیام تھا انہوں نے اپنا کمرہ عنایت فرما دیا دو ایک دن

کے اندر قادیانیت کا کتب خانہ اور مرزا صاحب کی تقریباً تمام تصنیفات جمع ہو گئیں اور کام شروع ہو گیا میرے لیے بڑی دقت اور آزمائش یہ تھی کہ مجھے اس موضوع سے کبھی ذوق اور واسطہ نہیں رہا تھا اپنے پیدائشی ادبی ذوق اور اپنے مخصوص علمی و تعلیمی ماحول کے اثر سے مجھے مناظرانہ مباحث سے کبھی دلچسپی نہیں ہوئی بالخصوص مرزا صاحب کی کسی کتاب کے چند صفحے پڑھنا بھی میرے لیے مجاہدہ عظیم تھا اور میں کبھی اس پر قادر نہ ہو سکا صرف تحریک ختم نبوت کے زمانہ میں چونکہ ممالک عربیہ کے اخبارات میں ایک طرف اطلاعات شائع ہو رہی تھیں اور تصویر کا صرف ایک ہی رخ پیش کیا جا رہا تھا قادیانی جماعت کو محض ایک ایسے ستم رسیدہ فرقہ کی حیثیت سے دیکھا جا رہا تھا جو اکثریت اور جاہل و متعصب مسلمانوں کی ہر طرح کی دست درازیوں کا نشانہ بنا ہوا تھا میں نے اپنے عرب دوستوں کو حقیقت حال سے مطلع کرنے کے لیے ابتداً ایک خط کی شکل میں (جو بعد میں ایک رسالہ کی صورت میں شائع ہو گیا) قادیانیت اور پاکستان کی تحریک ختم نبوت کے متعلق کچھ لکھا تھا جس کا سرمایہ علم صرف پروفیسر الیاس برنی صاحب مرحوم کا ایک رسالہ ”قادیانیت کا محاسبہ“ اور مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کا ”قادیانی مسئلہ“ تھا یہی میرے علم و مطالعہ کی کل کائنات تھی اب مجھے ایک باقاعدہ مستقل علمی تصنیف مرتب کر کے حضرت کی خدمت میں پیش کرنی تھی اس کے لیے مرزا صاحب کی ساری تصنیفات اور ممکن الحصول قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کرنا ضروری تھا پھر اس کی تنقید اور تردید افتاد طبع قدیم تعلیم و تربیت طبعی ذوق و رجحان ہر ایک کا ناطق فیصلہ یہ تھا کہ یہ کام میری دسترس سے باہر اور میرے مزاج کے بالکل خلاف ہے لیکن انکار اور معذرت کی نہ گنجائش تھی نہ جرأت اللہ تعالیٰ کے اعتماد و توکل پر اس کام کا بیڑا اٹھا لیا اور ایک علمی و تصنیفی اعتکاف کی نیت کر لی اور اپنے کام میں لگ گیا۔

حضرت اس کام کی تکمیل کی طرف پوری طرح متوجہ تھے ان کو کسی طرح گوارا نہ تھا کہ میں اس عرصہ میں اپنا وقت کسی اور کام میں صرف کروں کسی ضروری سے ضروری تقریب میں شرکت کے لیے کوٹھی سے باہر جانا بھی حضرت کو گراں گزرتا تھا کبھی اس کا علم ہو جاتا کہ کوئی دوست اصرار کر کے لے گئے تو فرماتے پھر یہ کام کیسے ہو سکے گا یہ کام اس وقت سب سے زیادہ ضروری ہے دن بھر لکھنے میں مصروفیت رہتی شام کو عصر کی مجلس میں اور کبھی اس سے پیشتر دن بھر کے کام کا جائزہ لیتے جو کچھ کیا ہوتا اس کو سنتے اس وقت کسی اور موضوع کا چھیڑنا ناگوارہ تھا کوئی بڑے سے بڑے شخص اس طرح بیٹھ جاتے کہ میں آڑ میں ہو جاتا تو ان کو متوجہ فرما دیتے اس موضوع سے خاص تعلق رکھنے والے جو علما تشریف لاتے اور جن کی اس موضوع پر گہری اور وسیع نظر ہوتی ان سے ارشاد ہوتا کہ وہ میرے کام کو ملاحظہ فرمائیں اور اپنی معلومات سے مستفیض کریں غرض اس عرصہ میں یہی موضوع اور یہی ذوق در و دیوار پر چھایا ہوا تھا۔

کتاب بحمداللہ ایک مہینہ کے اندر اندر مرتب ہو گئی اور ۲۰ فروری ۱۹۵۸ء کو میں اس سے فارغ ہو گیا مجھے اس کتاب کی تصنیف کے سلسلہ میں خوب اندازہ ہوا کہ حضرت کی فراست اور وجدان اس فرقہ کے بارے میں بالکل صحیح اور حق بجانب ہے تخریب اسلام اور اسلام کو اپنے مرکز سے ہٹانے میں کوئی سازش اتنی خطرناک اور کامیاب نہیں ثابت ہوئی جتنی یہ سازش اور کوشش۔

میرے لیے اور ان سب دوستوں کے لیے جو میری افتاد طبع اور ثقافت سے واقف ہیں اور انہوں نے یہ کتاب بھی پڑھی ہے یہ بات سخت تعجب خیز ہے کہ یہ کتاب اس قلیل عرصہ میں ایک ایسے شخص کے قلم سے کیسے تیار ہو گئی جو اس موضوع کے ابجد سے بھی ناواقف اور اس کوچہ سے یکسر نابلد تھا تقریباً ایک مہینہ کی قلیل مدت میں اس پورے کتابی ذخیرہ کا جائزہ بھی لیا گیا نوٹس بھی تیار کیے گئے اور عربی میں منتقل بھی کر لیا گیا اگر اس کو حضرتؒ کی کرامت سمجھا جائے تو کچھ بے جا نہ ہو گا میں اب بھی جب کبھی اس کو دیکھتا ہوں مجھے خود حیرت ہوتی ہے اور اس کو محض تائید غیبی اور ایک مخلص کی دعا اور فکر کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں

مصلحت را تہمتے بر آہوئے چین بستہ اند

یہ کتاب کچھ عرصہ کے بعد ”القادیانی والقادیانیۃ“ کے نام سے خوبصورت عربی ٹائپ میں طبع ہو گئی اور مصر و شام نیز افریقہ کے ان حصوں میں جہاں قادیانیت نے فروغ حاصل کرنا شروع کیا تھا اس نے بڑی مفید خدمت انجام دی اور کہیں کہیں اس نے ایک پشتہ کا کام دیا (والحمد للہ وحدہٗ)

اس کے ٹھیک ایک سال بعد جب ۱۹۵۹ء میں دوبارہ لاہور حاضر ہوا تو ارشاد ہوا کہ اب اس کو اردو میں منتقل کر دو کتابی ذخیرہ پھر جمع کیا گیا تاکہ اصل عبارتیں نقل کی جائیں اس نقش ثانی میں کچھ اضافہ بھی کیا گیا اور مہینہ کے اندر اندر یہ ترجمہ بھی تیار ہو گیا جو ”قادیانیت“ کے نام سے لاہور سے شائع ہوا اور اس نے سنجیدہ حلقہ میں بہت جلد اپنی جگہ پیدا کر لی اخبارات و رسائل نے بالعموم اس پر بڑے اچھے تبصرے کیے اور خاص طور پر اس کی متانت اور زبان کی ثقاہت مستند معلومات اور محکم استدلال کی داد دی حضرت نے اپنے علو مرتبت

باقی صفحہ ۲۰ پر

ماہنامہ
الہادی
مدیر مسئول: حافظ مشتاق احمد
● الہادی قرآن و سنت کے مطابق ...
● الہادی ... کے لیے ...
● الہادی ... اور اولیاء کرام کا ...
● الہادی ...
قیمت فی شمارہ ۸ روپے، سالانہ ۹۰ روپے
الہادی خود پڑھیں دوسروں کو پڑھائیں اور ... فرمائیں
ڈرافٹ کیلئے
رابطہ کیلئے
ادارہ صدیقیہ
7210336

مولانا زاہد الراشدی

"جامع مسجد ووکنگ" کو قادیانیوں کے چنگل سے واگزار کرانیوالا اور قادیانی شیاطین کیلئے شہاب ثاقب بن جانیوالا

عظیم ترین مسلمان فرزند

حافظ بشیر احمد مصری

روزنامہ جنگ لندن نے ۱۴ جولائی ۹۲ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع کی ہے کہ شاہجہان مسجد ووکنگ (لندن) کے سابق امام حافظ بشیر احمد مصریؒ گذشتہ روز ۸۰ برس کی عمر میں لندن کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئے ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون)

خبر میں حافظ صاحب مرحوم کا تعارف احولیات اور تحفظ حیوانات کے ایک مسلم ماہر کی حیثیت سے کرایا گیا ہے جنہوں نے اس شعبہ میں نمایاں تحقیقی خدمات سرانجام دی ہیں اور اسلام میں حیوانات کے ساتھ برتاؤ کے موضوع پر ان کے مقالہ کو بین الاقوامی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی حافظ صاحب مرحوم کا ایک اور تاریخی تعارف بھی ہے جو قادیانی مسلم کشمکش کے حوالہ سے ہے اور جس کے تذکرہ کے بغیر نہ حافظ صاحب کا ذکر مکمل ہوتا ہے اور نہ ہی قادیانی مسلم کشمکش کی تاریخ کی تکمیل ہوتی ہے۔

حافظ بشیر احمد مصری ۱۹۱۴ء میں قادیان میں ایک ممتاز قادیانی شیخ عبدالرحمٰن مصری کے ہاں پیدا ہوئے جن کا تعلق لاہور کے ایک ہندو گھرانے سے تھا اور وہ ہندو ازم چھوڑ کر قادیانیت کے فریب کا شکار ہو گئے تھے ان کا شمار قادیانی جماعت کے سرکردہ حضرات میں ہوتا تھا۔ حافظ بشیر احمد نے قادیان کے ماحول میں پرورش پائی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کو قریب سے دیکھا جو ان کی قادیانیت بلکہ نفس مذہب سے برگشتگی کا باعث بن گیا۔ انہوں نے اپنی مطبوعہ یادداشتوں میں لکھا ہے کہ اس وقت کے قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود اور "نام نہاد خاندان نبوت" کے دیگر سرکردہ افراد کی جنسی بے راہ روی اور اخلاقی پستی کے ایسے ہوشربا مناظر ان کے مشاہدہ میں آئے کہ ایک وقت میں مذہب اور خدا کی ذات سے بھی ان کا اعتقاد اٹھ گیا اور وہ دہریت کی دلدل میں دھنستے چلے گئے۔ مرزا بشیر الدین محمود کے "جنسی معرکوں" کا ذکر بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان نے بھی "زمیندار" میں بار بار کیا ہے اور اس موضوع پر خود قادیانی امت کے افراد کے اعترافات پر مشتمل "تاریخ محمودیت" کی شہادت موجود ہے ایک دور میں اس کتاب کی اشاعت پر پابندی تھی لیکن اس کے علاوہ "شہر سدوم" اور "ربوہ کا راسپوٹین" کے نام سے بھی نئی کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں ان کتابوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کے حلفیہ بیانات ہیں جو مرزا بشیر الدین محمود اور اس خاندان کے دیگر سرکردہ حضرات کی "جنسی ہوس" کا شکار ہوئے۔

مرزا بشیر الدین محمود کے بھرپور شباب کا زمانہ تھا اور حافظ بشیر احمد کی اٹھتی جوانی تھی اس لیے انہیں بھی "مخصوص گینگ" میں شامل کر لیا گیا لیکن وہ زیادہ دن اس ماحول کو برداشت نہ کر سکے۔ پہلے کچھ عرصہ ذہنی تذبذب کا شکار رہے پھر ساری صورت حال باپ کے سامنے رکھ دی۔ عبدالرحمٰن کے لیے بھی یہ صورت خلاف توقع تھی لیکن تحقیق پر بیٹے کی باتیں درست ثابت

کریں۔

مرزا محمود کے نام پے در پے خطوط میں ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی برات ثابت کریں ورنہ خلافت سے دستبردار ہو جائیں۔ مرزا محمود نے شیخ عبدالرحمٰن مصری اور اس کے خاندان کو قادیانی جماعت سے نکالنے اور معاشرتی بائیکاٹ کا اعلان کر دیا اسی دوران حافظ بشیر احمد پر قادیان میں قاتلانہ حملہ بھی ہوا جس میں ان کا ایک ساتھی جاں بحق ہو گیا اس خاندان کی حفاظت کے لیے حکومت کو پولیس کی گارڈ مقرر کرنا پڑی اور مجلس احرار اسلام نے بھی ان کے گھر کے سامنے حفاظت کے لیے رضاکاروں کا کیمپ لگا دیا یہ اس صدی کے چوتھے عشرہ کی بات ہے اور اس دور کے اخبارات ان واقعات کے تذکرہ سے بھرے پڑے ہیں۔ حافظ بشیر احمد نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ اس دور میں ان کے ذہن پر دہریت کا غلبہ ہو گیا تھا حتیٰ کہ ایک موقع پر باپ نے اپنے لیے دعا کرنے کی تلقین کی تو جواب دیا کہ کس سے دعا کروں جس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے (معاذ اللہ)

شیخ عبدالرحمٰن نے قادیانیت کے دائرہ میں رہتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود کے مخالف دھڑے لاہوری گروپ میں شمولیت اختیار کر لی۔ اور اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہو گئے، جبکہ حافظ بشیر احمد کا رابطہ مجلس احرار اسلام کے راہنماؤں سے ہوا جو ان کی ہدایت کا ذریعہ بن گیا۔ انہوں نے اپنی یادداشتوں میں اس حوالہ سے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، چوہدری افضل حق اور مولانا مظہر علی اظہر کا بطور خاص ذکر کیا ہے بالآخر ۱۹۴۰ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری انہیں لے کر تبلیغی جماعت کے امیر حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی کے پاس حاضر ہوئے اور حافظ بشیر احمد نے ان کے ہاتھ پر قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا قبول اسلام کے بعد حافظ صاحب مرحوم کا رابطہ قادیانی جماعت اور اپنے خاندان دونوں سے کٹ گیا اس لیے ۱۹۴۱ء میں ہندوستان چھوڑ کر مشرقی افریقہ چلے گئے جہاں بیس سال

باقی صفحہ ۲۴ پر

ختم نبوت برطانیہ میں

مولانا محمد اظہر جواں سال عالم دین و مجاہد ہیں۔ اُن کے ہاتھ ایک طویل عرصے تک افغانستان کی وادیوں میں کلاشنکوف کا ہنرمندانہ استعمال کر چکے ہیں۔ قدرت نے انہیں قلم کے استعمال پر بھی خوب عبور دیا ہے۔ چنانچہ اپنے انہیں ہاتھوں میں قلم لیے "معرکہ" کے عنوان سے ختم نبوت کے صفحات پر آ رہے ہیں۔ قارئین یقیناً انہیں پسند فرمائیں گے۔ (ادارہ)

کفر کا مرکز فحاشی کا برآمد کنندہ، ایڈز کا موجد قادیانیت کا آقا، برطانیہ آج انگشت بدنداں حیرت سے اپنے شہر برمنگھم کی طرف تک رہا ہے۔ اُسے اپنی ناؤ اپنے گھر میں ڈوبتی نظر آ رہی ہے۔ اس کا بیڑہ اپنے ہی سمندر میں غرق ہو رہا ہے۔ اس کا خود کاشتہ پودا جڑوں سے ہل رہا ہے۔ ملکہ وکٹوریہ کی ہڈیاں چیخ رہی ہیں۔ پاؤں سے عاری مفکرین کی کھال بھی بالوں کی طرح ہڈیوں کا ساتھ چھوڑنے کو ہے۔ وہ کسی نئی سازش کے جالے بنتے ہیں مگر خوف کی مکڑی نے ان کے دماغوں پر جالے تن دیئے ہیں۔ ہاں ہاں گورا پریشان ہے اس کا سیاہ دل بھی غمگین ہے کیونکہ آج برمنگھم کی جامع مسجد میں عالمی ختم نبوۃ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے کیونکہ مسلمانان برطانیہ جوق در جوق اپنے نبی کے ناموس کے تحفظ کی خاطر نبی کے دشمنوں سے اظہار بیزاری اور اعلان جنگ کرنے کیلئے اپنے کام چھوڑ کر اپنے گھروں سے سینکڑوں، ہزاروں میلوں کا سفر طے کر کے علماء کے گرد اس طرح جمع ہو رہے ہیں جس طرح کے پروانے شمع کے گرد جمع ہوتے ہیں۔

دنیا نے پھر ایک مرتبہ اپنی آنکھوں سے علماء کرام کی شجاعت اور دینی غیرت کا نظارہ کیا۔ فاتح شاملی حضرت قاسم نانوتوی اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے جانثار شاگرد آج دشمن کے گھر میں دشمن کو للکار رہے تھے۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی کے یہ سچے مرید اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر قادیانیت اور یہودیت کو چیلنج کر رہے تھے۔ جامع مسجد برمنگھم بھر چکی تھی، سامعین نقش کا الحجر بنے اہل حق کی گرجدار ایمان افروز تقریر سن رہے تھے۔ اکابر کے لہجے سے آج علم و روحانیت کی پھواریں برس رہی تھیں۔ برطانیہ کے خوش قسمت مسلمان اپنی قسمت پر نازاں تھے وہ آج راسخ علماء کی زبانوں سے ناموس مصطفوی کے برستے پھول چن رہے تھے وہ عشق رسول کے جام لنڈھا رہے تھے وہ عقیدۂ ختم نبوۃ کے ساتھ تادم حیات وفاداری کا عزم کر رہے تھے وہ قادیانیت سے بائیکاٹ اور نفرت کا ببانگ دہل اعلان کر رہے تھے۔ ان کے عزائم کے سامنے قادیانیت کی بھیر سازشیں لرزہ براندام تھیں۔

برمنگھم میں ختم نبوت کانفرنس کیا ہوئی قادیانیت کے در و دیوار ہل گئے، عقیدۂ ختم نبوت کے شیدائیوں نے انگریز

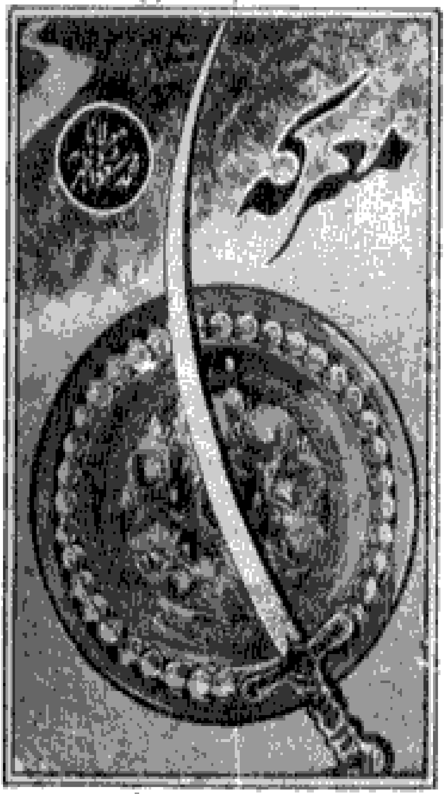

کے ملک میں انگریز کے خود کاشتہ نجس پودے کی جڑوں کو ہلا دیا۔ ایڈز زدہ گورے جنہیں یہ بتلایا گیا تھا کہ مسلمانوں میں قادیانیت کا ایڈز پھیل چکا ہے، کانفرنس میں فدائین کا سیلاب دیکھ کر غم و غصہ میں بہہ گئے۔

پاکستان کے علماء اور محققین کے سر کے تاج مولانا محمد یوسف لدھیانوی اپنے علوم و روحانیت کے خزانے بکھیر کر کفر کی سرزمین لندن میں اسلام و ختم نبوت کے دیپ جلانے کے لیے پہنچ چکے تھے، پروانے اس شمع کے گرد جمع تھے اور شمع انہیں ختم نبوت کا پروانہ بنا رہی تھی۔ حال ہی میں مفتی اعظم پاکستان کے منصب کو رونق بخشنے والی پُر بہار شخصیت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی کانفرنس کی زینت بنے ہوئے تھے۔

اُدھر مولانا زاہد الراشدی اپنی تمام تر صحافتی اور سیاسی معلومات کے ساتھ برطانیہ کے ایک ایک شہر میں مسلمانوں کے دل جیت رہے تھے اور انہیں ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے اور زیادہ شوق دلا رہے تھے۔

مولانا منظور احمد الحسینی اور الحاج یعقوب باوا کی تو عید تھی وہ تھکاوٹ اور آرام سے بے نیاز انتظامات کی دیکھ بھال میں لگے ہوئے تھے ان کی آنکھوں کی سُرخی تو یہ بتلا رہی تھی کہ انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے لیے نیند کو قربان کر رکھا ہے مگر چہروں کے اطمینان اور سکون نے اس کیفیت کو چھپا رکھا تھا۔

پاکستان کے اکابر کے منظور نظر اپنے معاصرین کی محفل کی زینت علم و خدمت کے عظیم مرقع مولانا محمد جمیل خان کی بھرپور شرکت نے کانفرنس کو چار چاند لگا دیئے۔ روحانیت کی خاموش گہرائیوں سے گہرے دریا اور مجلس ختم نبوت کے صدر نشین خواجہ خان محمد دامت برکاتہم اپنے کیمیا اثر وجود کے ساتھ ۱۶ اگست کو یوم ختم نبوت بنا رہے تھے۔

انگریز سمجھا تھا کہ قادیانی کامیاب رہا اس نے ختم نبوۃ کا سبق اُمت کو بھلا دیا۔ مگر آج کے اس ٹھاٹھیں مارتے سمندر نے یہ اعلان کر دیا کہ قادیانی کل بھی ناکام تھا اور آج بھی اس کی ذریت ذلیل ہے۔ مسلمان کل بھی ختم نبوت کا شیدائی تھا اور آج بھی اس پر فدا ہے۔ انگریز کو گمان تھا کہ کالے کا جادو چل گیا مگر آج پاکستان کے علماء کے سروں کے تاج حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی یہ اعلان فرما رہے تھے کہ کانا اور اس کے آقا اگر چاند تک بھی پہنچے تو ہم ان کا پیچھا کریں

باقی صفحہ ۲۶ پر

نوید مسعود ہاشمی

گورنر پنجاب اور دینی مدارس

پنجاب کی سرزمین نے جہاں خطابت کے شہنشاہ اور انگریز کے باغی خطیب حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری جیسی عظیم ہستیوں کو اپنے اندر سمو لیا وہ ہستیاں جن کے نام کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجتا تھا، جن کی خطابت بجلی کی چمک کی طرح دلوں کو منور کر دیتی تھی اور پھر غازی علم دین جیسے مجاہد عشق مصطفیٰ سے سرشار ہو جایا کرتے تھے اسی پنجاب کے گورنر میاں اظہر کا اپنی گورنری کے زعم میں دین اسلام کے قلعوں یعنی مدارس عربیہ کے متعلق گوہر افشانی کرتے ہوئے ایک محفل میں یوں گویا ہوتے ہیں کہ اپنے بچوں کو مدارس کی بجائے جیل بھیج دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔" جی ہاں انہوں نے یہ کہا اس لیے کہ انگریز سرکار نے مرزا قادیانی جیسے خناس سے نبوت کا دعویٰ کروایا قادیانی ملعون نے اسلامی تشخص کو بگاڑنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن مرزا قادیانی خود تو جہنم واصل ہو گیا مگر اسلام کا کچھ نہ بگاڑ سکا، انگریز سرکار نے جب اپنی ناکامی و نامرادی دیکھی تو سرکار انگلشیہ نے شاطرانہ انداز اختیار کیا۔

اور پھر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہزاروں مسلمان بہنوں کی عصمتیں لٹ گئیں کروڑوں گھر اجڑ گئے، بہنوں کے سامنے ان کے جوان بھائیوں کے لاشے تڑپتے رہے اور پھر بہنوں کی آہوں، ماؤں کی سسکیوں، معصوم بچوں کی چیخوں اور جوانوں کی لاشوں پر پاکستان کی بنیاد رکھی گئی اسلامی کلمہ لا الہ الا اللہ ... مسلمانوں نے اپنا سب کچھ لٹا دیا لیکن

روزنامہ پاکستان

روزنامہ پاکستان کی ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء کی اشاعت میرے سامنے ہے یہ اخبار قادیانیوں کی ترجمانی میں پاکستان کے تمام اخبارات میں ایک مقام رکھتا ہے۔ ہفتے میں کم از کم ایک کالم قادیانیوں کی ترجمانی کا اس اخبار کا معمول ہے یہ فریضہ اخبار آزادی اظہار کی آڑ میں انجام دے رہا ہے۔ میں خدانخواستہ یہ نہیں کہہ رہا کہ ایک اقلیتی گروہ کی ترجمانی اس اخبار میں کیوں ہو رہی ہے بے شک پاکستان میں مقیم اقلیتوں کو اخبارات کے صفحات پر آنے کا حق ہے اور اگر ان کا کوئی حق مارا جاتا ہے تو وہ اس کے خلاف آواز اٹھانے کے حقدار ہیں۔ لیکن قادیانیوں کا معاملہ الگ ہے وہ محض ایک اقلیت نہیں ہیں بلکہ وہ تو اپنے آپ کو اقلیت سمجھتے ہی نہیں، پارلیمنٹ کے فیصلے کو وہ تسلیم کرنے کیلئے تیار ہی نہیں ہیں۔

روزنامہ پاکستان کے کالم نگار قادیانیوں کی ترجمانی اور وکالت کا فریضہ نمبر وار ادا کرتے ہیں.. کبھی گھرال کبھی اطہر وحید کبھی ڈاکٹر جمیل نیازی تو کبھی عبداللہ ملک، ان میں سے ہر ایک کے خیالات پڑھ کر بوجہ غیر معقولیت کے ان پر ہنسی بھی آتی ہے کہ ماشاء اللہ عاقل اور بالغ اور عمر کا ایک طویل حصہ گزارنے کے باوجود ان حضرات کی سوچ اس قدر بچکانہ ہے۔ روزنامہ آج کل ملک و ملت دونوں کے دشمنوں کی وکالت یہ لوگ اپنے لیے کس قدر لازم کیے ہوئے ہیں۔

اصغر گھرال کے مضامین پر تو روزنامہ پاکستان کے صفحات اور ہفت روزہ ختم نبوت کے اوراق پر محترم اللہ وسایا صاحب کا جواب اور ڈاکٹر جمیل نیازی پر ہفت روزہ ختم نبوت میں میری ایک "پریس کانفرنس" بعنوان "چوتھا ستون" گزر چکی ہے مگر سر دست میرے سامنے عبداللہ ملک کا کالم بعنوان "فرقہ واریت اور روشن خیالی" موجود ہے۔

کسی بھی مضمون یا کالم کے بارے میں یہ بتانے کیلئے کہ یہ روشن خیالات کس "ارسطو" کے ہیں مضمون نگار و کالم نگار کا نام لکھا جاتا ہے اور یہ ہوتا بھی کافی ہے مگر عبداللہ ملک کے ہاں معاملہ ذرا الٹ ہے انہیں شاید یہ وہم لاحق ہوتا ہے کہ ہو سکتا ہے باوجود لکھے جانے کے کوئی نہ سمجھ سکے کہ یہ "روشن خیالات" کس کے ہیں (غالباً) اسی وجہ سے وہ اپنے کالم کے عین وسط میں تصویر کے ذریعے بذات خود جلوہ گر ہو کر یہ اعلان بھی فرماتے ہیں "میرا کالم"

ان کی جو تصویر اخبار کی زینت بنی ہوئی ہے اسکا "بغور" جائزہ لینے و مطالعہ کرنے کے بعد انہیں یہ قیمتی مشورہ مفت عنایت کروں گا کہ وہ عمر کے جس مرحلے سے گزر رہے ہیں اسمیں وہ "روشن خیالیاں" ترک کر کے اپنے آپ کو عبادات کیلئے وقف کر دیں کیونکہ جس چیز کو وہ "روشن خیالی" قرار دے رہے ہیں وہ اسکے برعکس ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انکی سوچ میں اس فرق کا سبب انکی عمر ہے۔

ان کے "روشن خیالات" پر اپنے ناقص خیالات کا اظہار مجھے اچھا تو نہیں لگتا کیونکہ اگر میرے دادا مولانا وحید الزمان مرحوم حیات ہوتے تو شاید وہ ملک صاحب کے ہم عمر ہوتے مگر میری اور ملک صاحب کی عمروں میں اس بعد المشرقین کے باوجود میں یہ بے ادبی کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ

معاملہ اُن لوگوں کا ہے جنہیں علامہ اقبال جیسے عظیم مفکر نے جو غیر مولوی بھی تھے "ملک و ملت دونوں کا غدار" قرار دیا ہے۔

ملک صاحب نے اپنے کالم میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر اور آرمی چیف کے نام مکتوب کو جو ختم نبوت کی

بن گیا لیکن جس مقصد کے لیے اتنی قربانیاں دی گئی تھیں وہ مقصد حل نہ ہو سکا انگریز جو مرزا قادیانی کے روپ میں علمائے حق کے سرفروشانہ کردار سے ذلت آمیز شکست کھا چکا تھا اس نے اپنے شاطرانہ انداز میں برٹش قانون مملکت خداداد میں نافذ کروا دیا چنانچہ ۴۵ سال ہوئے پاکستان کو بنے ہوئے یہاں پر جو حکمران بھی آیا اسلام کا نعرہ لگا کے آیا لیکن افسوس کہ عملی شکل میں اسلام نہیں آیا "مدارس عربیہ" کہ جہاں کے دینی تعلیم سے روشناس علماء اور طلباء ______ نے متحدہ ہندوستان میں انگریز کے خلاف سب سے زیادہ موثر تحریک چلائی تھی مدارس عربیہ کہ جہاں کے فارغ التحصیل ہزاروں علماء کو اسلامی تشخص بچانے اور آزادی کی راہ پر چلنے کے جرم میں فرنگی نے سور کی کھالوں میں لپیٹ کر زندہ جلا دیا تھا۔ مساجد اور مدارس کو مٹانے کے لیے انگریز نے ہزاروں جتن کیے لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا افسوس کہ جس ملک کو حاصل ہی اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کیا گیا تھا اسی ملک کے صوبے کا ایک گورنر اسلام کے قلعوں کے خلاف ہرزہ سرائی کر رہا ہے

میں نے آغاز میں عرض کیا تھا کہ جی ہاں گورنر نے سچ کہا ہے اس لیے کہ انہیں یہ ہی کہنا چاہیے تھا۔ کیونکہ انگریز چلا گیا لیکن اپنی اولاد چھوڑ گیا نظام اور پیغام چھوڑ گیا گورنر صاحب نے کوئی نئی بات نہیں کی انہوں نے بہت پرانی بات دہرائی ہے گورنر نے اسی تقریب میں اسلامی احکامات کے بارے میں مزید بھی اپنے ذہنی پراگندگی کو ظاہر فرمایا۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی کہیے کہ مسٹر آصف احمد علی وفاقی وزیر نے ان وانگ بہتے دھمکی دی کہ دینی مدارس کا چندہ بند کر دیا جائے گا اور اسی قماش کی ایک مونث سیاسی لیڈر کہ جن کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا تھا کہ

ہے اٹھا کے پھینک دو باہر گلی میں نئی تہذیب کے
انڈے ہیں گندے

نے قومی اسمبلی میں اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیا انگریز اور اس کی اولاد کی اسلام دشمنی تو بہت پرانی تھی لیکن یکدم سیاسی بیٹھک، اسلام، علماء اور مدارس عربیہ کے خلاف غراتے ہوئے نظر آ رہے ہیں یہ پاکستان کے غیور مسلمانوں اور علماء حق کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے

کیا ہمارے اسلاف نے لاکھوں قربانیاں اس لیے دی تھیں کہ ملک میں اسلام کا تمسخر اڑایا جائے؟

کیا انگریز کے گھوڑوں کی مالش کر کے جاگیریں حاصل کرنے والے اسی طرح کروڑوں مسلمانوں کی قسمتوں کے وارث بنے رہیں گے۔ اور علماء حق بے بسی کی تصویر بنے ہوئے ان کی ہر قسم کی زیادتی برداشت کرتے رہیں گے ذرا غور فرمائیں تو پتہ چلتا ہے کہ رب العزت نے اسلام کے دفاع کے لیے ایک مبارک عمل شروع کرنے کا حکم دیا ہے اور وہ حکم ہے "حکم جہاد" اگر انہیں مدارس کے طلباء و علماء صرف سالانہ چھٹیوں میں افغانستان کے جہاد میں شرکت کر کے روس جیسی سپر پاور کے ٹکڑے اڑا سکتے ہیں تو ان سیاسی لفنگوں کی زبانوں کو لگام دینا انہیں کیوں مشکل نظر آ رہا ہے۔ اسلامی احکامات کا مذاق اڑانے والا وفاقی وزیر ہو یا کسی صوبے کا گورنر ہم اس کو کسی صورت میں بھی محترم نہیں سمجھ سکتے اس لیے کہ اگر وہ اسلام کے خلاف بدزبانی کرتے ہوئے نہیں ڈرتے تو پھر ہم بھلا حق بات کہنے سے کیوں گھبرائیں اب وہ وقت بہت قریب آ چکا ہے کہ جب اسلام اور کفر کی حدیں جدا جدا کر دی جائیں گی۔ مدارس کا مذاق اڑانے والے ذرا یہ تو بتلائیں کہ تم نے پینتالیس سال

طرح الاعتصام کی بھی زینت بنا ہے الاعتصام ہی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس جرأت مندانہ اقدام پر الاعتصام کو "اقلیتوں کا دشمن" قرار دیا ہے اس الزام کا جواب تو الاعتصام ہی دے گا البتہ میں اتنا ضرور کہوں گا کہ جس خط کی بنیاد پر الاعتصام کو اقلیتوں کا دشمن لکھا گیا ہے وہ جس اقلیت کے خلاف ہے اس سے بوجہ انکی مخصوص حرکتوں کے دشمنی رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور الحمدللہ الاعتصام اس فرض کو پورا کر رہا ہے مکتوب کو نقل کرنے کے بعد ملک صاحب لکھتے ہیں!

"اپیل کے مندرجات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مرزائیوں کو ملازمتوں سے نکالا جائے ایک عام کو معلوم ہے کہ حکومت پاکستان ان کو اقلیت قرار دے چکی ہے تو کیا حکومت کا یہ فرض نہیں کہ وہ اقلیتوں کی حفاظت کرے"

ملک صاحب اگر انصاف سے کام لیتے تو جس مکتوب کو انہوں نے نقل کیا ہے اس میں مرزائیوں پر لگائے گئے الزامات پر غور کرتے کہ آیا انہیں صداقت ہے کہ نہیں اگر ان الزامات میں صداقت نہ ہوتی تو پھر ملک صاحب روزنامہ پاکستان کے صفحات پر تو کیا کسی عدالت میں جا کر مرزائیوں کی وکالت کا شوق پورا کر لیتے اور ان الزامات کو غلط ثابت کر کے قادیانیوں کی ملازمتوں کا موثر دفاع کر لیتے۔

مگر اسے کیا کہا جائے کہ مرزائیوں پر لگائے گئے الزامات جو انکی ملازمتوں سے علیحدگی کی اپیل کا سبب ہیں انہیں تو ملک صاحب نظر انداز کر رہے ہیں اور محض اقلیت، اقلیت کا راگ ان کا قلم الاپ رہا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کسی ایک تحریر یا تقریر سے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ ملازمتوں سے علیحدگی کا مطالبہ محض قادیانیوں کے اقلیت ہونے کی بناء پر کیا گیا ہو۔

اگر یہ مطالبہ اقلیت کی بناء پر ہوتا تو پھر اس میں صرف قادیانی ہی نہیں بلکہ دیگر اقلیتیں بھی شامل ہوتیں۔

پھر یہ بھی ملحوظ رہے کہ بعض عہدے ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر قادیانی تو کیا کسی اور اقلیت کے نمائندے کو بھی متعین نہیں کیا جا سکتا مثلاً بیرون ممالک میں سفراء سفیر کا تعلق خارجہ پالیسی سے ہوتا ہے اگر پاکستان اسلامی ملک ہے تو اس کی خارجہ پالیسی یقیناً اسلامی اصولوں کو مد نظر رکھ کر ترتیب دی جانی چاہیے لہٰذا ایسی صورت میں "اسلامی" خارجہ پالیسی کو ایک "غیر اسلامی" سفیر کس طرح مخلصانہ طور پر چلا سکے گا؟

ملک صاحب نے یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ کیا حکومت کا یہ فرض نہیں کہ وہ اقلیتوں کی حفاظت کرے"!

میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ملک صاحب کو یہ سوال اٹھانے کی ضرورت کیوں پڑی، مکتوب میں تو اس قسم کی کوئی بات نہیں لکھی گئی کہ حکومت اقلیتوں کی حفاظت نہ کرے

باقی صفحہ ۲۶ پر

ے ملک کے اندر کونسا تیر مار لیا ہے۔ تم نے اسلام کا نام لیا لیکن بے حیائی مہنگائی اور وی سی آر کو عام کیا تم برسہا برس سے قوم کو اسلام کے نام پر دھوکا دے رہے ہو۔ تم نے لاکھوں کا بجٹ اور میٹرک کا اسکول تا قم کے اداروں کالجوں کے اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان ہاتھوں میں ڈگریاں پکڑے ہوئے دھکے کھا رہے ہیں ان بے چاروں کو کوئی چپڑاسی رکھنے کے لیے تیار نہیں ہے بے روزگاری سے تنگ آئے ہوئے اعلیٰ ڈگریوں کے مالک نوجوان خودکشی کر رہے ہیں گورنر صاحب اب ہماری بھی سنیئے سود جیسی بدترین ذلت کو تمہاری حکومت نے مسلمانوں کے خون میں شامل کرنے کی بھیانک سازش کی، قومیت صوبائیت اور لسانیت کے جراثیم پھیلا کر ہزاروں مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کے ہاتھوں مروانے والے کون لوگ ہیں! عدل و انصاف کا جنازہ نکالنے والے کون ہیں! رشوت کو رواج کس نے دیا۔ بقا نے عدالتیں بلدیاتی ادارے یونین اور ضلع کونسلیں حتیٰ کہ صوبائی اور قومی اسمبلی تک رشوت اور چور بازاری میں ڈوب چکی ہے اس کا ذمہ دار کون ہے!

آج کسی کی عزت محفوظ نہیں ہے آبرو ریزی کے واقعات روز کا معمول بنتے جا رہے ہیں ان مجرموں کو سزا نہ دینے والی حکومت کس کی ہے!

نائٹ کلب، جوئے اور شراب کے اڈے کس نے قائم کئے ہیں نائٹ کلبوں کی زینت بننے والے کس حکومت کے آفیسر ہیں!

ڈاکو اور چوروں کی پشت پناہی کرنے والے کون لوگ ہیں!

گورنر صاحب کیا مندرجہ بالا واقعات کے ذمہ دار بھی مدارس عربیہ ہیں کیا آپ ان واقعات کو بھی دینی مدارس کے کھاتے میں ڈالیں گے۔ ذرا بتلایئے تو سہی اگر دینی مدارس لٹنے جا رہے ہیں تو مندرجہ بالا واقعات کا مرتکب کون ہے۔ اسلامی احکامات پر انگلیاں اٹھانے والے اتنا قتل مذدار غریبوں کا خون چوس چوس کر کروڑوں روپے کی جاگیریں تم نے بنائیں حلال و حرام کی تمیز کو تم نے ختم کیا میری بھولی بھالی مسلم قوم کے جوانوں کو بے راہ روی کا شکار تم نے کیا نئی نسل میں بے حیائی اور عریانی کو فروغ تمہاری گورنمنٹ نے دیا۔

نائٹ کلبوں کی رونقیں تم بڑھاؤ عزتوں عصمتوں کے جنازے تم جیسے وڈیرے نکالیں لاکھوں قربانیاں دیکر آزادی حاصل کرنے والوں کو تم جیسے جاگیردار اور نواب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنا غلام رکھنا چاہتے ہیں۔ اور تم یہ سمجھتے ہو کہ جب تک دینی مدارس میں قال اللہ قال الرسول کی آوازیں گونجتی رہیں گی جب تک

باقی صفحہ ۱۷ پر

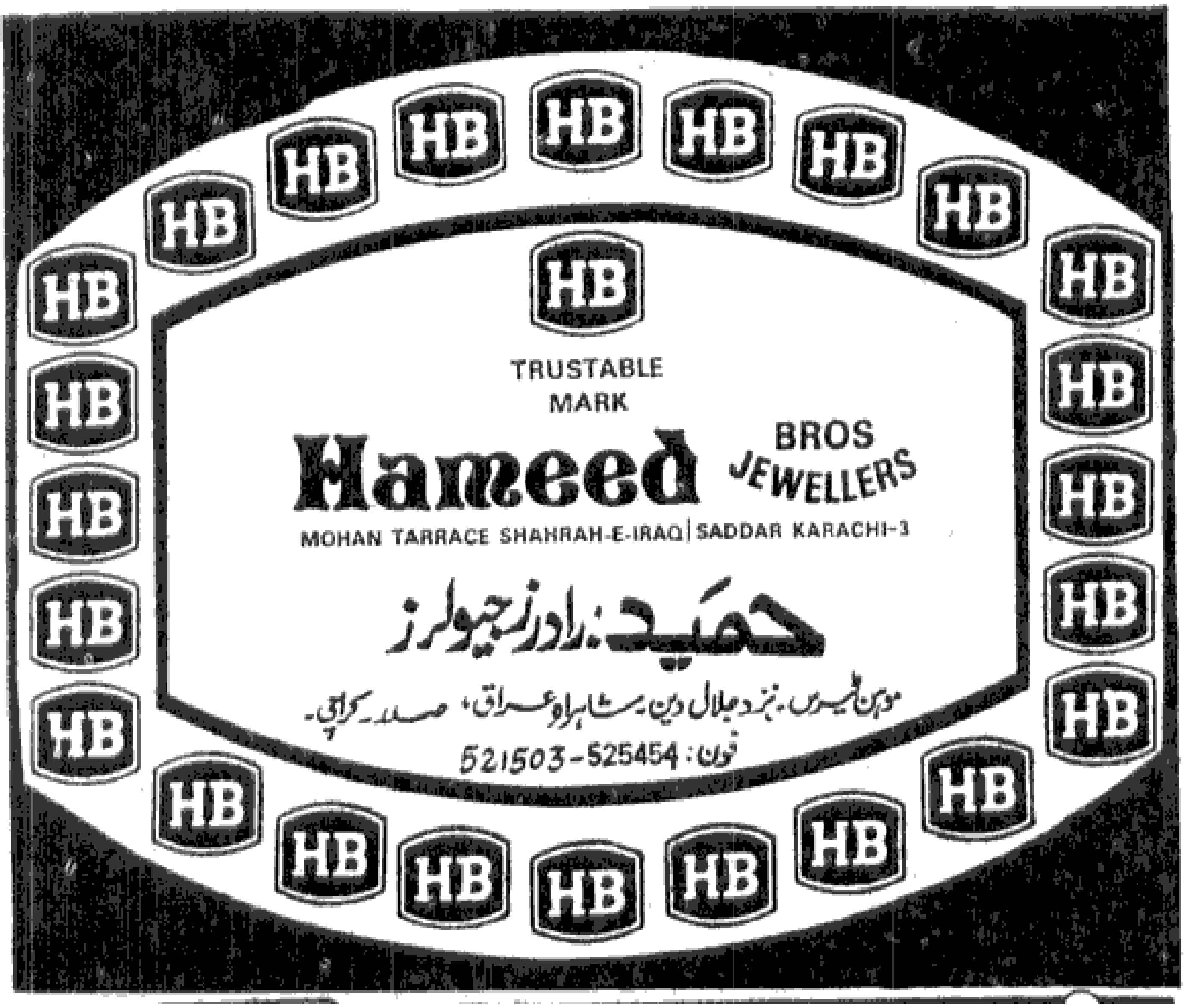

بوسنیا
مظلوم مسلم ریاست
جسکے مکین ایک اور صلاح الدین کی راہ تک رہے ہیں

بوسنیا یورپ میں ایک حسین و جمیل علاقہ ہے جو دریائے بوسنیا کے کنارے واقع ہے اس کا پورا نام بوسنیا ہرزیگوینا ہے لفظ ہرزیگوینا جرمن لفظ ہرزگ سے ماخوذ ہے جس کا مطلب شہزادہ یا نواب ہے ہرے بھرے پہاڑوں کے جلو میں یہ علاقہ واقعی شہزادوں کی بستی لگتی ہے یہ کسی حسین خواب کی تعبیر دکھائی دیتی ہے اس علاقہ میں گورے چٹے نیلی آنکھوں والے مسکراتے شاداب یورپین چہرے دیکھ کر شاید ہی کوئی تصور کر سکتا ہو کہ اس بستی کے اکثر باسی اپنے سینوں میں توحید کی امانت محفوظ کئے ہوئے ہیں نیلگوں آسمان کی چھت تلے اور سرسبز زمین قالین کے اوپر یہ خوبصورت مساجد کے آماجگاہ ہے مساجد کے اونچے اونچے مینار اللہ وحدہٗ لاشریک کی کبریائی کا اعلان کرتے ہوئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتے ہوئے اہل ایمان کو ہر روز پانچ مرتبہ عبادت کی دعوت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے دربار عام کی صدا لگاتے ہیں ہم آج آپ کو اسی دلکش و دلفریب بستی کی سیر کراتے ہیں ہم اسی بستی کی ایک نوجوان مسلمان خاتون سے آپ کا تعارف کرواتے ہیں ان کا نام ہے مدیحہ افراشی ان کی شادی چند روز بعد ہونے والی تھی ہر طرف شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ لیکن مدیحہ کو غالباً اس بات کا علم نہ تھا اس کی شادی کے لیے بننے والے کپڑے اس کے گھر والوں کے لیے کفن کا کام دیں گے۔ جن کو یوگوسلاویہ کے متعصب سربین عیسائیوں نے انتہائی بزدلی سے قتل کر دیا۔

مدیحہ ایک ایسی بستی کی باسی تھی جس کی صد فی صد آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی مدیحہ کا خاندان ایک گھر میں محبوس ہو کر رہ گیا تھا کیونکہ اس بستی پر چاروں طرف سے سربین نہتے شہریوں پر گولہ باری کر رہے تھے مدیحہ کے ابا ایک مقامی مسجد کے امام تھے مدیحہ کئی روز سے اپنے گھر سے نہیں نکلی تھی کیونکہ اس کے قصبے کو سربین عیسائیوں نے گھیر رکھا تھا ان وحشیوں کو جو بھی نظر آتا تھا خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا بچہ وہ اسے جان سے مار دیتے تھے مدیحہ کی پڑوسن نے بتایا کہ مدیحہ کبھی کبھار میرے گھر آ جاتی تھی اور ہم مل کر مستقبل کے حسین تانے بانے بننے لگ جاتے تھے۔ کل صبح وہ ہمارے گھر آئی تھوڑی دیر میں ہم نے گولیوں کی آوازیں سنیں پھر مدیحہ کے گھر سے چیخ و پکار سنائی دی۔ مدیحہ فوراً واپس جانا چاہتی تھی لیکن اسے ہم نے روک دیا کیونکہ خطرہ تھا کہ وہ کہیں ماری نہ جائے وہ اکیلی جان ان خون کے پیاسے کرائے کے بزدل وحشیوں کا کیسے مقابلہ کر سکتی تھی۔ ایسے وحشیوں کا جو بے گناہ انسانوں کا خون کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں اور لوگوں کو محتاج اور اپاہج بنا کر مسرت سے سرشار ہو جاتے ہیں

جب سے سراجیوو میں جھگڑا شروع ہوا سربین دہشت گردوں نے مسلم لیڈروں کا قتل عام شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے مسلم علماء کو تاک تاک کر ہلاک کرنا شروع کر دیا تاکہ اسلام اور مسلمانوں کو اس خطے سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ ان دہشت گرد عیسائیوں نے اسلامی شخصیات کے بارے میں اہم اطلاعات جمع کر رکھی تھیں یوگوسلاویہ کی باقاعدہ آرمی اور سربین عیسائی دہشت گردوں نے مل کر مدیحہ کے مکان پر دھاوا بول دیا۔ انہوں نے پچھلے دروازے پر فائرنگ کی اور اس کے بعد وہ گھر میں داخل ہو گئے۔ اس وقت مدیحہ کا منگیتر اور اس کے کزن گھر پر موجود تھے انہوں نے ان لوگوں کے اور مدیحہ کے ابا، امی اور چھوٹی بہن کے ہاتھ باندھ دیئے اور ان کو ایک ایک کر کے ذبح کر دیا صرف مدیحہ کی بڑی بہن کو یہ سارا تماشہ دیکھنے کے لیے چھوڑ دیا۔

یہ دہشت گرد صد درجہ پیے ہوئے تھے سب سے پہلے انہوں نے مدیحہ کے ابا کو ذبح کیا انہوں نے سب لوگوں کو قتل کرنے سے پہلے جسموں پر شراب انڈیلی اور صلیب کا نشان ان کے چہروں پر بنایا اور ہر ایک کو قتل کیا مسلمانوں کا قتل سربین فوج کے نظریات میں داخل ہے۔ یہ نظریات ان کے اسکولوں اور چرچوں میں پڑھائے جاتے ہیں ہر مسلمان ایک ترک ہے۔ اور یہ مسلمانوں سے خلافت عثمانیہ کا بدلہ لینا چاہتے ہیں ذلت پسند چرچ نے ان عیسائیوں کو یہ پڑھایا ہے کہ اگر وہ مسلمانوں پر شراب انڈیل کر ان کو قتل کریں گے تو یہ زمین پاک ہو جائے گی۔ اور خدا ان سے راضی ہو جائے گا ان سربین فوجیوں نے بعد ازاں مدیحہ کی بڑی بہن کی عصمت پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن خوش قسمتی سے کچھ مسلح مسلمانوں نے آ کر سربین فوجیوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ ہم لوگ اس ٹوٹے پھوٹے گھر گئے یہ ایک ناقابل یقین منظر تھا پورے خاندان کی ذبح شدہ نعشیں بکھری پڑی تھیں اور ایک کونے میں ایک خاتون پاگلوں کے انداز میں رو رہی تھی ایک صحافی نے بوسنیا کا حال بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ میری ملاقات ایک خاتون لوجا کمال الدین سے ہوئی لوجا دیرو ڈیٹیا میں یونیورسٹی کی طالبہ ہے وہ حال ہی میں سراجیوو سے فرار ہو کر آئی ہے اس نے ان گنت واقعات سنائے جو قتل و غارت گری سربین فوجیوں نے کی تھی اس نے بتایا ہر مسلمان اپنی حفاظت

خود نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے پاس اسلحہ نہ تھا تو جا اپنی ماں کے ساتھ سراجیوو سے فرار ہو کر آ گئی لیکن وہ اپنے پیچھے اپنے باپ اور بھائی کو چھوڑ آئی جو وہاں مساجد مسلمانوں کی جان اور املاک کی حفاظت کر رہے ہیں

سراجیوو (بوسنیا کا دار الحکومت) ایک اجاڑ اور بیابان شہر بن گیا ہے وہاں ہر طرف خون ہے خواتین کے ساتھ زیادتی اغواء ہے سراجیوو کی ۳۰ فیصد آبادی فرار ہو چکی ہے باقی جو بچے ہیں وہ اگر بچے تب تو خوف اور دہشت سے ہلاک ہو جائیں گے ، ہر مسلمان عورت اس بات سے خوف زدہ ہے کہ کل سرب اس کے دروازہ پر دستک دیں گے اس کے بچوں کو قتل کریں گے سربین قوم پارٹی اپنے حامیوں کو سراجیوو اور قریب کے قصبات میں ابھار رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو قتل کریں۔

سراجیوو میں بھوک کا راج ہے بلکہ قحط ہے وہاں کوئی غذا نامی چیز کا وجود نہیں ہے سربین عیسائیوں نے شہر کا اس طرح محاصرہ کیا ہوا ہے کہ وہاں اندر غذا کا ایک دانہ بھی جانے نہ پائے وہ وہاں پر غذا کی کسی گاڑی کو اندر جانے کی اجازت نہیں دیتے وہاں بچوں کیلئے دودھ نام کی کوئی شئے نہیں ہے وہاں کے پانی کی پائپ کی تباہی کے بعد اب وہاں پر پینے کے لئے صاف پانی میسر نہیں ۔۔۔۔۔ شیخ یعقوب سلمانی نے ترکی سے اپیل کی ہے کہ وہ سراجیوو میں ہوائی جہاز سے غذائی اجناس پہنچائیں ورنہ اس بات کا خدشہ ہے کہ وہاں کے تمام افراد ہلاک نہ ہو جائیں لوجانے اپنے سفر کی داستان بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ایک حاملہ عورت نے فرار کے دوران بچے کو جنم دیا کچھ دور چلنے کے بعد عورت نے دم توڑ دیا عورت کو دفن کیا اس کے دیگر بچوں کے سامنے دفن کرنا پڑا اس کے نوزائیدہ بچے کو ایک اور عورت نے دودھ پلانے کی کوشش کی لیکن بچے نے دودھ نہ لیا اور کچھ عرصے کے بعد اس نومولود بچے نے بھی آخری ہچکی لے لی۔

بھوک سے بلکتے ہوئے زخمی بچوں کو دیکھ کر ایسے بچوں کو کرب کا الفاظ حادثات کی شدت سے جاتا رہا ہے یہ سوال اٹھتا ہے کہ آخر ان بچوں کا کیا قصور تھا؟ ان بچوں کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے محض اس لیے نشانہ بنایا جا رہا ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور یورپ کے عیسائی یہ نہیں چاہتے کہ یورپ میں کوئی آزاد مسلمان ریاست باقی ہے یورپ میں اسپین کی تاریخ پھر سے دہرائی جا رہی ہے اس اندلس کی تاریخ کو جس کی وجہ سے یورپ کو نشاۃ ثانیہ میسر ہوئی لیکن عیسائی دنیا نے اندلس کے احسان کی قدر نہ کی وہ صاحب افغان جہاد اور افغان مجاہدین کے احسان فراموش بن چکی ہے کہ جس کی بدولت اسے کمیونزم کے عفریت سے نجات ملی ورنہ مغربی عیسائی دنیا میں اتنی ہمت اور سکت کہاں تھی کہ وہ کمیونزم کا طوق اپنے گلے سے اتار سکتی ۔

عیسائی مبلغین اس موقعہ پر شہر میں گھوم رہے ہیں وہ زخمیوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ زخمیوں کو طبی امداد اور نام نہاد انسانی ہمدردی کے بھیس میں عیسائی بنانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

یوگوسلاویہ میں بے شمار مسلمان خواتین اور بچوں کو اغواء کر کے لے جایا گیا ہے اور ان کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا گیا ہے ایک بوسنیا کی خاتون جو اس طرح کے کیمپ سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہوئی نے بتایا کہ اس نے حاملہ خواتین کو لائن میں کھڑے دیکھا کہ جن کے پیٹوں کو چاک کر کے بچوں کو نکال کر کاٹ پھینکا جا رہا تھا اس نے عورتوں کی دلخراش چیخیں سنیں جب ان کی چھاتیاں کاٹی جا رہی تھیں جہاں کہیں بھی صحافی بوسنیا گئے وہاں کے مسلمانوں نے صرف ایک ہی شکایت کی کہ ہمارا خیال تھا کہ مسلمان ہماری مدد کو آئیں گے وہ کہاں ہیں ، ان مسلمانوں کو کون جواب دے گا ۔

مدراس میں سہ روزہ تربیتی کیمپ کی روداد

مورخہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ جولائی ۱۹۹۲ء کو جامع مسجد یوسف والکم شہر مدراس میں ردِ قادیانیت کے سلسلے میں ایک تربیتی کیمپ کا اہتمام کیا گیا اسکی روداد ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی میں شائع ہوئی ہم اس روداد کو الجمعیۃ کے شکریہ کیساتھ من وعن شائع کر رہے ہیں۔ —— (ادارہ) ——

امسال رمضان المبارک میں مرکزی دفتر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر محترم اور دار العلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ کی جانب سے فتنہ قادیانیت کے سلسلے میں اظہار تشویش پر مشتمل ایک فکر انگیز اور توجہ طلب مکتوب موصول ہونے پر ماہ شوال کے وسط میں شہر مدراس میں مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ تامل ناڈو کا اہم مجلس کے صدر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کی صدارت میں ہوا اس میں طے پایا کہ دار العلوم دیوبند اور مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کی زیر نگرانی ۲۰ تا ۳۰ جولائی سہ روزہ تربیتی کیمپ کا انعقاد ہو جس میں صوبہ کے جملہ مدارس عربیہ کی نمائندگی ہو ، الحمد للہ اسی کے مطابق اللہ پر توکل کے ساتھ کوشش کی گئی جس کے نتیجے میں اس کیمپ کا انعقاد ممکن ہوا ،

اس کیمپ کا افتتاحی اجلاس ۲۵ جولائی شنبہ کی صبح ۷ بجے مولانا قاری قاسم صاحب کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا ، اور مولانا مفتی محمد عثمان صاحب مدرسہ باقیات الصالحات ویلور نے اس کی صدارت فرمائی ، قاری قاسم صاحب پروگرام ڈائرکٹر نے اپنے

خطبہ استقبالیہ میں اس امت کے کذاب اور مدعیان نبوت کے حالات اور انجام کا ذکر فرمایا اور آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی کے فتنے کی سرکوبی میں علماء دیوبند کی خدمات جلیلہ کا بھی تذکرہ فرمایا ۔ جہاں حضور میں حضرت مولانا مفتی سعید صاحب تھے ختم نبوت کی حقیقت کو مدلل و مفصل بیان فرمایا اور اس کی روشنی میں قادیانی گمراہی کی تشریح فرمائی ۔ حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت نے تکفیر قادیانی کی علمی توجیہ فرمائی اور قادیانی کی تلبیس کو واضح فرمایا مولانا محمد اسماعیل صاحب کٹکی مدظلہ کی اہم تقریر اور دعا پر نشست اپنے اختتام کو پہنچی

اس سہ روزہ کیمپ میں روزانہ صبح ساڑھے آٹھ تا ساڑھے بارہ اور شام میں افتتاحی مجلس کے بعد کیمپ کی پہلی نشست مولانا قاضی سید عبدالغنی صاحب ترچی کی صدارت میں ہوئی۔ قاری محمد عثمان صاحب کی تقریر کا ترجمہ مولانا علاؤالدین صاحب نے فرمایا کفار کو چھوڑ کر صرف قادیانیوں کی تکفیر کے سلسلے میں اعتراض کا جواب دیتے ہوئے قاری صاحب نے فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے ، جیسے کوئی شراب کی بوتل پر زمزم کا لیبل لگا کر بیچنے کی کرے تو اس کے دھوکے کا یوں کھولنا ضروری ہے ۔ اس میں قصور اس دھوکے باز کا ہے نہ کہ اس دھوکہ کو بتانے والے کا

اسی دن شام کی نشست کی صدارت مولانا نیر ربانی صاحب نے فرمائی اس میں مولانا معصوم صاحب نے اپنا مقالہ پیش فرمایا ۔

دوسرے دن صبح کی نشست کا آغاز قاری محمد عبداللہ کی قرات سے ہوا ۔ اس میں مولانا محمد ایوب صاحب نے مقالہ پڑھا ، اس کے بعد مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی نے سیرت مرزا اس کی کذب بیانی اور افترا پر دل نشین تقریر فرمائی مولانا روح الحق قاسمی نے ترجمہ فرمایا اس کے بعد مفتی محمد حسن صاحب نے رفع اور نزول عیسیٰ کے اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے برخلاف قادیانیوں کی تلبیس حیات مسیح اور وفات عیسیٰ کی تشریح حوالہ جات سے فرمائی جسے شرکاء نے نوٹ کیا مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری مبلغ مجلس ختم نبوت دیوبند نے شرائط نبوت اور اجرا نبوت کے موضوع پر تربیتی انداز میں تقریر کی اور حوالہ جات نوٹ کرائے قلت وقت کی وجہ سے بعد نماز ظہر و عصر متصلاً اس موضوع پر گفتگو جاری رہی شام کی نشست مولانا خلیل الرحمٰن صاحب اعظمی دارالعلوم عمرآباد کی صدارت میں ہوئی مولانا سید سراج الساجدین نے تقریر فرمائی اور مولانا محمد الیاس صاحب مدراسی نے تمل زبان میں ترجمہ کیا تیسرے دن صبح کی نشست کی صدارت قاضی سید محمد ہاشم صاحب کو منتور نے فرمائی مولانا محمد اسماعیل صاحب نے حیات و وفات عیسیٰ کے مسئلہ کو مدلل انداز میں نہایت وضاحت سے پیش فرمایا اس کے بعد احمدی اور غیر احمدی کے عنوان سے قادیانی جو عام مسلمانوں کو اسلام سے خارج کرتے ہیں اس پر تربیتی انداز میں روشنی ڈالی مولانا محمد عرفان صاحب بہرائچی مبلغ دارالعلوم دیوبند نے قادیانی اور غیر قادیانی کے مابین بنیادی اعتقادی فرق کی توضیح کرتے ہوئے مرزائیت کا جائزہ انہی کی تحریرات کی روشنی میں پیش فرمایا ۔

سہ پہر چار بجے کی نشست مولانا عبدالرحیم صاحب ترتل ویلی کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں مولانا ابوالخیر محمد مولوی روح الحق ترچی مفتی عزیز الرحمٰن بمبئی مولانا عمر فاروق صاحب ایروڈ مولانا مشتاق صاحب کوئی اور مولانا ابراہیم صاحب ترتل ویلی نے اپنے تاثرات پیش کئے اور کیمپ کی افادیت پر روشنی ڈالی ۔

اس تربیتی کیمپ میں سو سے زیادہ علماء کرام نے صوبہ کے مشہور چھوٹے بڑے دینی مدارس کی نمائندگی فرمائی اس کے علاوہ صوبے کے کونے کونے سے اور آندھرا کرناٹک کیرلا مہاراشٹر اور اڑیسہ سے وفود نے شرکت کی اختتامی اجلاس بروز پیر ۲۷ جولائی بعد نماز مغرب ہوا علماء مندوبین کو سند شرکت کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی جانب سے حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی مدظلہ نے عنایت فرمائی اس اجلاس میں شہر کے عوام بھی کثیر تعداد میں شریک تھے شہر پر خصوصاً اور صوبہ پر عموماً بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے اور مسئلہ کی اہمیت و نزاکت روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی ۔

اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو قبول فرمائے اور ایمان پر ہم سب کا خاتمہ نصیب فرمائے ۔

تجاویز سہ روزہ رد قادیانی

تربیتی کیمپ ۲۵، ۲۶، ۲۷ جولائی ترچی

کیمپ کی افادیت کو عام کرنے کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مدارس عربیہ کے ذمہ دار و اساتذہ ہر ماہ ایک روز رد قادیانیت کے مضامین کے لیے مخصوص فرمائیں ۔

اساتذہ پروگرام بنا کر آس پاس کے مواضعات میں جا کر مساجد میں عوام کو قادیانی فتنہ کی حقیقت بتائیں اور بتلائیں کہ ختم نبوت کا عقیدہ بنیادی عقیدہ ہے۔

ہر مدرسہ میں رد قادیانیت کی ضروری کتابیں مہیا ہونی چاہیے اور یہ کام حسب طلب کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند انجام دے ۔

مجلس ختم نبوت تامل ناڈو کا باضابطہ دفتر قائم ہو جس میں ضروری کتابیں جمع کی جائیں ۔

دفتر مجلس کی جانب سے ایک مبلغ تمل زبان کا ایک مبلغ اردو زبان کا مقرر کیا جائے ۔

مجلس کے ممبران تین ماہ میں صوبے کے ان علاقوں کا ضرور دورہ کریں جہاں قادیانیت کا فتنہ تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے

آندھرا پردیش اور کرناٹک کے وہ اضلاع جو صوبہ تملناڈو سے ملے ہوئے ہیں مثلاً چتور، کرپہ اور اننت پور بنگلور ان کو بھی مجلس تحفظ ختم نبوت تملناڈو سے ملحق کر لیا جائے ۔

ائمہ مساجد کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ جوڑا جائے اور ان سے گذارش کی جائے کہ خصوصاً جمعہ کے خطبات میں اور دیگر بیانات میں اس موضوع پر روشنی ڈالتے رہیں

مسلمانوں کے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لیے بھی وقتاً فوقتاً رد قادیانیت پر خصوصی پروگرام رکھے جائیں

باقی صفحہ ۹ پر

بارگاہِ رسالت میں غیر مسلم شعراء کا نذرانۂ عقیدت

سلام اس ذاتِ اقدس پر سلام اس فخرِ دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر

سلام اس پر جو آیا رحمۃ للعالمین بن کر
پیام دوست بنکر صادق الوعد الامیں بن کر

سلام اس پر جلائی شمعِ عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کیلئے بے تاب سجدوں کو جبینوں میں

سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ

سلام اس پر فقیری میں نہاں تھی جس کی سلطانی
رہا زیرِ قدم جس کے شکوہ و فرِ خاقانی

سلام اس پر جو ہے آسودہ زیرِ گنبدِ خضریٰ
زمانہ آج بھی ہے جس کے در پہ ناصیہ فرسا

سلام اس ذاتِ اقدس پر حیاتِ جاودانی کا
سلام آزاد کا آزاد کی رنگیں بیانی کا

جگن ناتھ آزاد

عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ
خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ

کتب خانے کیے منسوخ سارے
کتابِ حق ہے قرآنِ محمد

نبی کے واسطے سب کچھ بنا ہے
بڑی ہے قیمتی جانِ محمدؐ

شریعت اور طریقت اور حقیقت
یہ تینوں ہیں کنیزانِ محمدؐ

فرشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں
غلامانِ غلامانِ محمدؐ

نبی کا نطق ہے نطق الٰہی
کلامِ حق ہے فرمانِ محمد

خدا کا نور ہے نورِ پیمبر
خدا کی شان ہے شانِ محمدؐ

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
یہی ہیں چار یارانِ محمدؐ

علیؓ و فاطمہؓ شبیرؓ و شبرؓ
بہاران ہے گلستانِ محمد

بتاؤں کوثری کیا شغل اپنا
میں ہوں ہر دم ثنا خوانِ محمد

دلو رام کوثری

رپورٹ: مولانا منظور احمد الحسینی

برطانیہ میں کاروان ختم نبوت رواں دواں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام برطانیہ میں ۱۹۸۵ء سے اب تک عالمی ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہو چکی ہیں تفصیل کے مطابق پہلی کانفرنس ۴ اگست ۱۹۸۵ء دوسری ۲۷ جولائی ۱۹۸۶ء تیسری ۲۰ ستمبر ۱۹۸۷ء چوتھی ۱۲ اگست ۱۹۸۸ء پانچویں یکم اکتوبر ۸۹ء یہ سب کانفرنسیں ویمبلے کانفرنس سنٹر لندن میں منعقد ہوئی پانچ کانفرنسوں کے انعقاد کے بعد عوام نے مطالبہ کیا کہ دوسرے شہروں میں بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عالمی کانفرنسوں کا اہتمام کرے چنانچہ چھٹی کانفرنس ۱۲ اگست ۱۹۹۰ء کو بریڈ فورڈ اسپیڈ بال ہال میں منعقد ہوئی۔ اور اس سال ۱۹۹۲ء کو ۱۶ اگست اتوار مرکزی جامع مسجد بلگریو روڈ برمنگھم کے وسیع و عریض ہال میں منعقد ہوئی اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے اپریل ۱۹۹۲ء کے وسط سے کوششیں شروع کر دی گئیں انہی دنوں حضرت امیر مرکزیہ مولانا خان محمد دامت برکاتہم نے فون پر بتلایا کہ کانفرنس سے پہلے پورے یورپ میں جلسہائے ختم نبوت منعقد کیے جائیں اور میں خود ان تمام جلسوں میں شرکت کے لیے پاکستان کے دیگر علماء کرام کے ساتھ برطانیہ پہنچوں گا۔ چنانچہ حضرت امیر مرکزیہ کے اس حکم پر راقم الحروف نے ساتویں عالمی ختم نبوت کانفرنس اور اس تفصیلی دورے کی کامیابی کے لیے پورے ملک سے رابطہ شروع کیا چنانچہ مئی اور جون ۱۹۹۲ء کے مہینوں میں برطانیہ کے علماء کرام اور مساجد کے ذمہ دار حضرات سے ملاقاتوں کا پروگرام بنایا گیا اور باقاعدہ سفر کیا اور ہم دونوں تحو فیقہ تعالیٰ اسٹرلنگ گلاسگو، ڈنڈی، ریڈ برا، پریسٹن، بلیک برن، باٹلے، ہڈرسفیلڈ، ڈنکاسٹر، لیڈز، راچڈیل، والسال، مانچسٹر، لوٹن، بریڈ فورڈ، نوٹنگھم، ڈربی، نیلسن، لیسٹر اور دوسرے شہروں کا دورہ کرتے ہوئے برمنگھم پہنچے ان شہروں میں علماء کرام اور احباب سے مل کر ۲۳ جولائی تا ۱۶ اگست کا ایک مربوط تفصیلی پروگرام طے کر لیا گیا۔ کراچی سے فون پر بتلایا گیا کہ حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور دیگر علماء کرام ۲۱ جولائی کو لندن پہنچ جائیں گے ہم نے ساتویں عالمی ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کے اشتہارات کے علاوہ پورے برطانیہ کے تفصیلی دورے کے اشتہارات بھی شائع کر دیئے اور ان تمام اشتہارات کو مطلوبہ جگہوں پر پوسٹ کرایا گیا۔

۱۹ جولائی کی شام کو کراچی سے بذریعہ فون معلوم ہوا کیونکہ آج کل مدارس دینیہ میں امتحانات کا سلسلہ جاری ہے لہٰذا حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی اور مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ ۲۱ جولائی کو تشریف نہیں لا سکیں گے۔ بلکہ ۷ اگست کو آپ حضرات کی آمد ہو گی۔ اس طرح سے سابقہ پروگرام کے ساتھ ایک دوسرا نیا پروگرام مرتب کیا گیا طے پایا گیا کہ ۵، ۶، ۷ جنوری ۱۹۹۲ء آپ دونوں حضرات لندن کی مختلف مساجد میں بیان فرمائیں گے۔ اور ۸ جنوری سے پہلے پروگرام والے قافلے میں شامل ہو جائیں گے۔

پورے برطانیہ میں ساتویں عالمی ختم نبوت کانفرنس اور جلسہائے ختم نبوت کے سلسلے میں تیاریاں شروع ہو گئیں جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے انگریزی میں تفصیلی اشتہارات شائع کیے وہاں ان شہروں کے علماء کرام اور مساجد کے ذمہ دار حضرات نے بھی اپنے اپنے طور پر بھی اشتہارات شائع کر کے اپنے اپنے علاقوں میں تقسیم کرائے۔

بحمدہ تعالیٰ ۲۱ جولائی ۳ بجے سعودی فلائٹ سے حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد مدظلہ امیر مرکزیہ مع دیگر علماء کرام کے ہیتھرو ائیرپورٹ لندن پر اترے۔ ٹرمینل نمبر ۳ پر راقم الحروف و دیگر علماء کرام اور مخلص احباب نے معزز مہمانوں کا والہانہ استقبال کیا اس قافلے میں حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ کے علاوہ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی حضرت مولانا محمد سعید خان اور صاحبزادہ حافظ محمد عابد تھے۔

۱۸ جولائی کو جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز راہنما مولانا زاہد الراشدی بھی لندن پہنچ گئے تھے۔ ان کا پروگرام ۱۴ جولائی کو امریکہ روانہ ہونے کا تھا لیکن جب انہیں کاروان ختم نبوت کے پروگرام سے آگاہ کیا گیا اور اس میں شرکت کے لیے دعوت دی گئی تو انہوں نے اس پروگرام پر بے حد مسرت کا اظہار کیا اور امریکہ جانے کا پروگرام ملتوی کر کے کاروان ختم نبوت میں شامل ہو گئے

۲۳ جولائی سے تفصیلی دورہ شروع ہوا اور پہلا جلسہ ختم نبوت عصر کے بعد جامع مسجد اخوۃ الاسلام برسٹن میں منعقد ہوا اس قافلہ ختم نبوت کے لیے بڑی ویگن کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس کاروان میں حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد مدظلہ حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ اور راقم الحروف شامل تھے۔ کل پروگرام ۵۰ کے قریب ہوئے اور ان پروگراموں کا سلسلہ ۱۶ اگست کانفرنس کے بعد تک جاری رہا۔ ۷ اگست کو حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور حضرت مولانا محمد جمیل خان کراچی سے تشریف لے آئے ۵ تا ۷ جنوری لندن کی مختلف مساجد میں جلسہائے ختم نبوت

باقی صفحہ ۵ پر

ملک بھر میں یوم ختم نبوت منایا گیا

لاہور۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مخدوم العلماء حضرت مولانا خان محمد مدظلہ کی ہدایت پر پورے ملک میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے پاکستان قومی اسمبلی کے عظیم الشان فیصلہ کی یاد میں یوم ختم نبوت منایا گیا اس سلسلہ میں لاہور میں تین پروگرام ہوئے شبان ختم نبوت پاکستان کے دفتر کا افتتاح حضرت مدظلہ نے "کلکشی منیشن" بالمقابل زمان پلازہ ہال روڈ پر فرمایا جس کے مہمان خصوصی مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی تھے جبکہ مناظر ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں امت مسلمہ کی عظیم الشان قربانیوں اور مرزائیوں کی عالم اسلام کے ساتھ دشمنی کی تاریخ پر روشنی ڈالی یہ تقریب مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۹۲ء کو مغرب کی نماز کے بعد منعقد ہوئی جس کی صدارت حضرت الامیر مدظلہ نے فرمائی۔ بعد ازاں حضرت اقدس نے شبان ختم نبوت کے دفتر کا افتتاح اپنی رقت آمیز دعا سے فرمایا یہ تقریب عشاء کی نماز تک جاری رہی۔ تقریب کے اختتام پر شبان ختم نبوت لاہور کے عہدہ داروں کا اعلان کیا گیا جن کا سرپرست شہداء مسجد کے خطیب مولانا محمد یونس انور کو مقرر کیا گیا جبکہ صدارت کے لیے جناب عارف حمید بٹ کا اعلان کیا گیا

مرکزی مجلس عمل کا اجلاس۔ آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں شامل مختلف دینی جماعتوں کا اجلاس ۷ ستمبر ۱۹۹۲ء کو "جامعہ ختم نبوت" عائشہ مسجد مسلم ٹاؤن میں منعقد ہوا جس کی صدارت حضرت اقدس دامت برکاتہم نے فرمائی جبکہ اجلاس میں تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد جماعت اہلحدیث پاکستان حافظ عبدالقادر روپڑی متحدہ جمعیت اہلحدیث لاہور کے امیر پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین اور وفاقی شرعی عدالت کے مشیر مولانا ابوالحسن نوری جماعت اسلامی پاکستان کے مرکزی رہنما مولانا عبدالمالک خان منصورہ اور جمعیت اتحاد العلماء کے مولانا عزیز الرحمان جالندھری مولانا اللہ وسایا مولانا محمد اکرم طوفانی۔ حاجی

اخبارِ ختم نبوت

جلیند اختر نظامی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے مولانا سید کفیل شاہ بخاری خالد لطیف چوہدری ثناء اللہ تنظیم اہلسنت مولانا حسین احمد اعوان جمعیت علماء اسلام کے مولانا سیف الدین سیف مولانا قاری نذیر احمد کے علاوہ مولانا سید نفیس الحسینی مدظلہ اور مولانا عبدالرحمان شرقی نے شرکت کی۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل کے رہنماؤں نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کے سلسلہ میں صدر مملکت پاکستان کی واضح ہدایت چاروں صوبائی حکومتوں کی اس مطالبہ کے حق میں پرزور تائید اسلامی نظریاتی کونسل کی زوردار حمایت ملک بھر کی تمام دینی مذہبی جماعتوں کے مطالبہ کے باوجود حکومت کی منافقانہ پالیسی مرزائیت نوازی لیت ولعل اور گومگو کی پالیسی پر نفرت کا اظہار کیا گیا اور طے ہوا کہ تحریک ختم نبوت کے مطالبات کے حق میں مورخہ ۱۳ اکتوبر کو اسلام آباد میں پارلیمنٹ ہاؤس۔ صدر مملکت ہاؤس اور وزیر اعظم ہاؤس کے سامنے زبردست مظاہرہ کیا جائے گا جس کی قیادت آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما اور ممبران پارلیمنٹ کریں گے اس مظاہرہ کو کامیاب کرانے کے لیے آل پارٹیز مجلس عمل میں شامل جماعتوں کے راہنماؤں نے اپنی اپنی جماعتوں کی موثر نمائندگی کی یقین دہانی کرائی ______

آل پارٹیز مجلس عمل کے مرکزی صدر مولانا خان محمد مدظلہ نے مورخہ ۷ ستمبر ۸ بجے شام مقامی ہوٹل میں ایک بھرپور پریس کانفرنس سے خطاب کیا جس میں مجلس عمل کے اجلاس کے فیصلوں کا اعلان کیا گیا پریس کانفرنس میں مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور قائدین نے شرکت کی پریس کانفرنس کو لاہور سے شائع ہونے والے تمام قومی اخبارات نے شائع کیا۔

ختم نبوت کانفرنس: ۷ ستمبر کو مغرب کی نماز کے بعد علامہ اقبال ٹاؤن کے کالج گراؤنڈ میں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا گیا تھا لیکن بارش کی وجہ سے نجف کالونی کی جامع مسجد میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے فرمائی جبکہ مہمان خصوصی جناب فیض محمد سہروردی تھے کانفرنس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مناظر ختم نبوت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا مقررین نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت مرزائیت کی سنگین انبیاء کرام کی شان میں گستاخی عالم اسلام کے مسلمانوں کو ماں اور بہن تک گالیوں اور مسلمانان عالم کی تکفیر جیسے اہم مسائل پر سیر حاصل خطاب کیا اور مسلمانان لاہور کی تحریک ختم نبوت سے والہانہ عقیدت اور عظیم الشان قربانیوں پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا اور تحریک ختم نبوت میں تعاون جاری رکھنے کی اپیل کی کانفرنس تقریباً دس بجے تک جاری رہ کر حضرت الامیر مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

ختم نبوت یوتھ فورس باہوکھوسہ کی جانب سے جہاد کشمیر کانفرنس

باہوکھوسہ (پ ر) ختم نبوت یوتھ فورس یونٹ باہوکھوسہ ضلع جیکب آباد کے جانب سے [illegible] مرکزی جامع مسجد باہوکھوسہ میں جہاد کشمیر کانفرنس ہوئی جس کی صدارت مقامی سرپرست اعلیٰ قاری سعید احمد بلوچ نے کی اور مہمان خاص ختم نبوت یوتھ فورس سندھ کے صوبائی جنرل سیکرٹری مجاہد نیاز احمد بنگلانی بلوچ تھے۔ جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد میں ایک ساتھی ختم نبوت یوتھ فورس کے سرگرم کارکن کشمیری ترانہ پیش کیا اس کے بعد جاوید احمد کھوسہ علی احمد کھوسہ مولانا بشیر احمد بنگلانی مولانا عزیز محمد مولانا قاری سعید احمد نے خطاب

کیا اور کشمیری عوام کی پرامن آزادی کی جدوجہد کرنے والوں کو فراخ تحسین پیش کیا بعد میں ختم نبوت یوتھ فورس سندھ کے صوبائی جنرل سیکرٹری مجاہد نیاز احمد بنگلانی بلوچ نے مقامی تنظیم کی جانب مختصر پر وقار جہاد کشمیر کانفرنس کرنے پر مبارکباد پیش کی اور فرمایا کہ کشمیر کے اندر جو مظالم مسلمانوں پر توڑے جا رہے ہیں ان کا حساب ہندو کو ایک دن ضرور دینا پڑے گا۔ اور روس کی طرح ہندوستان بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور کشمیری عوام اپنے جدوجہد میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے کشمیری عوام کی یہ جنگ اسلام اور کفر کی جنگ ہے ختم نبوت یوتھ فورس کے کارکن کشمیری عوام کے ساتھ ہیں یہ پروگرام چار گھنٹے بغیر وقفے کے چل کر بعد میں اختتام کو پہنچا۔

محترمہ جبین بٹ کو ختم نبوت یوتھ فورس شعبہ خواتین کا چیف آرگنائزر مقرر کر دیا گیا۔

لاہور (پ ر) ختم نبوت یوتھ فورس صوبہ پنجاب (شعبۂ خواتین) کا اجلاس گزشتہ روز لاہور میں منعقد ہوا جس میں اسلام کی سربلندی، عقیدۂ ختم نبوت، لادینیت کے خاتمہ اور ملک و ملت کے دفاع کے لیے کئی ایک فیصلوں کے علاوہ متفقہ طور پر محترمہ جبین بٹ صاحبہ کو ختم نبوت یوتھ فورس (شعبۂ خواتین) پنجاب کا چیف آرگنائزر مقرر کر دیا گیا۔

اجلاس میں پنجاب بھر میں ختم نبوت یوتھ فورس (شعبۂ خواتین) کو مزید منظم اور فعال بنانے کے لئے مختلف کمیٹیاں قائم کر دی گئیں۔

ممتاز اعوان کا تنظیمی دورۂ پنجاب

لاہور۔ ختم نبوت یوتھ فورس پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری محمد ممتاز اعوان نے گزشتہ دنوں صوبہ پنجاب کے مختلف اضلاع اٹک، راولپنڈی، سیالکوٹ، لاہور، شیخوپورہ، قصور، اوکاڑہ اور ساہیوال کا تنظیمی دورہ کیا بعض اضلاع میں ان کے ہمراہ صوبہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری عبدالحفیظ کھوکھر بھی تھے اپنے دورے کے دوران انہوں نے مختلف مقامات پر اجتماعات سے خطاب کے علاوہ کارکنوں سے بھی ملاقاتوں میں جماعتی کارکردگی کی رپورٹ اور آئندہ کے لئے ہدایات بھی جاری کیں۔

مرزائیوں کی ۲۹۸ سی کے تحت گرفتاری

مرزائیوں نے احمد پور شرقیہ میں کافی عرصے سے تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے مرزائیوں نے ایک شخص عبدالمجید، عبدالرشید۔ محمد بلال۔ محلہ عباسیہ احمد پور شرقیہ کو کچھ کتابیں اور کیسٹ دیئے عبدالمجید کتابیں پڑھ کر دفتر ختم نبوت احمد پور شرقیہ آئے اور جماعت سے تعاون کے لئے کہا جماعت نے ان سے بھرپور تعاون کیا۔

مرزائیوں کے خلاف ۲۹۸ سی کا پرچہ درج ہوا۔ اور گرفتاری عمل میں آئی۔

ملزمان کے نام یہ ہیں۔

مرزا رفیق احمد۔ منیر احمد (صدر)۔ حکیم منیر احمد۔ سید شوکت شاہ۔ سے خلاف گرفتاری عمل میں آئی کیس زیر سماعت ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت احمد پور شرقیہ حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتی ہے کہ مرزائیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لے۔

ختم نبوت یوتھ فورس کی نو منتخب عاملہ کو مبارکباد

(لاڑکانہ) ختم نبوت یوتھ فورس سندھ کے صوبائی جنرل سیکرٹری مجاہد نیاز احمد بنگلانی بلوچ نے سندھ کے دیگر عہدیداروں صوبائی صدر یعقوب کھوسہ۔ نائب صدر ذوالفقار جتوئی حیدرآباد ڈویژن کے رہنما محمد صفدر صاحب سکھر ڈویژن کے رہنما ایم ذوالفقار۔ لاڑکانہ ڈویژن کے رہنما مولانا عبدالعزیز جاوید احمد کھوسہ ضلع جیکب آباد کے رہنما غلام نبی صاحب۔ تحصیل ٹھل کے صدر شبیر احمد بنگلانی۔ تحصیل جیکب آباد کے صدر عبدالشکور صاحب۔ تحصیل کندھ کوٹ کے رہنما حماد اللہ صاحب۔ تحصیل کشمور کے رہنما نیاز احمد لاشاری اور دیگر کارکنوں نے اپنے علیحدہ علیحدہ بیان میں ختم نبوت یوتھ فورس صوبۂ پنجاب کے نئے منتخب سرپرست اعلیٰ ملک منظور احمد اعوان، صدر فیصل فخر الاسلام اور دیگر عہدیداران کو منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کی اور امید ظاہر کی ہے کہ پنجاب کے نئے منتخب عہدیداران پنجاب بھر میں فعال کردار ادا کریں گے۔ [illegible]

ختم نبوت یوتھ فورس کا اجلاس

۱۸ ستمبر بروز جمعہ مسجد خلفاء راشدین میں راولپنڈی سے مولانا محمد علی صاحب نے نماز جمعہ سے قبل خطاب فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد فخر الاسلام فیصل صدر ختم نبوت یوتھ فورس پنجاب کی زیر صدارت ایک اجلاس ہوا جس میں مقامی صورتحال پر غور کیا گیا اور مقامی عہدیداروں کا اعلان کیا گیا اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

فہرست مقامی عہدیداران:۔

(۱) سرپرست: قاری عبدالرحیم صاحب۔
(۲) صدر کنوینر: چوہدری شوکت سعید صاحب۔
(۳) جنرل سیکرٹری: الف دلیل صاحب۔
(۴) ڈپٹی سیکرٹری: محمد سعید صاحب۔
(۵) جوائنٹ سیکرٹری: عبدالقیوم صاحب۔
(۶) سیکرٹری نشر و اشاعت: غلام مرسلین صاحب۔
(۷) سیکرٹری مالیات: ماسٹر محمد عابد صاحب
(۸) سالار اوّل: جمیل احمد صاحب
(۹) سالار دوم: قاضی غیاث الدین صاحب

اسی رات بعد از نماز عشاء سیرت النبی ﷺ کے سلسلے میں مسجد اندر کورٹ میں مولانا محمد علی صاحب نے خطاب کیا جس کی صدارت جناب قاری لال صاحب نے کی پروگرام کے بعد لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

پنجاب حکومت نے ربوہ کا نام صدیق آباد رکھنے سے انکار کر دیا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اجلاس اس مسئلہ پر لائحہ عمل تیار کرے گا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

جلالپور پیروالہ۔ صوبائی حکومت نے ربوہ کا نام تبدیل کرنے سے انکار کر دیا یہ بات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور ڈویژن کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے پریس کلب جلالپور پیروالہ میں پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بتائی انہوں نے بتایا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد مسلمانوں کا یہ پرزور مطالبہ

مطالبہ تھا کہ ربوہ کا نام تبدیل کر کے صدیق آباد رکھا جائے تاکہ ربوہ میں مسلمان بھی بس سکیں حکومت کی واضح یقین دہانیوں کے باوجود اب صوبائی حکومت نے سابقہ کمشنر فیصل آباد شہزاد حسن پرویز کی رپورٹ پر ربوہ کے نام کی تبدیلی کرنے سے انکار کر دیا ہے جو کہ نہ صرف قابل مذمت ہے بلکہ اس فیصلے سے حکومت کی قادیانیت نوازی واضح ہو گئی ہے انہوں نے بتایا کہ عنقریب اس مسئلہ کے حل کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کا ایک اہم اجلاس منعقد کیا جائے گا جس میں آئندہ لائحہ عمل ترتیب دیا جائے گا مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے یہ بھی بتایا کہ مسلم کالونی ربوہ میں مسلمانوں کے مراکز قائم ہیں جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور عالمی مجلس احرار اسلام رد قادیانیت پر پوری دلجمعی سے کام کر رہے ہیں۔ —ف—

ختم نبوت یوتھ فورس سندھ کے تمام عہدیداروں اور کارکنوں سے اپیل

باھوکھوسہ (پ ر) ختم نبوت یوتھ فورس سندھ کے صوبائی جنرل سیکریٹری سندھ کی عظیم دینی درسگاہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار العلوم باھوکھوسہ کے۔ موقوف علیہ کے طالب العلم مجاہد نیاز احمد بنگلانی بلوچ نے اپنے بیان میں ختم نبوت یوتھ فورس سندھ کے تمام اضلاع کے عہدیداروں اور کارکنوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ختم نبوت یوتھ فورس کے پروگرام کو آگے بڑھائیں اور ختم نبوت یوتھ فورس کے تمام سندھی اور اردو میں لٹریچر۔ لیٹر پیڈ۔ پمفلٹ، رجسٹر، رسید بک اور ماہوار رسالہ الجہاد۔ ماہوار رپورٹ فارم درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کر کے منگوائیں

(پتہ) مجاہد نیاز احمد بنگلانی بلوچ۔ جنرل سیکریٹری ختم نبوت یوتھ فورس سندھ۔

صوبائی آفس بی۔ وائی۔ ایف باھوکھوسہ نزد مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار العلوم باھوکھوسہ ضلع جیکب آباد سندھ پاکستان۔

حکومت نے شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کا فیصلہ کر لیا

فیصلہ دینی جماعتوں کے مظاہرے سے ۲۴ گھنٹے قبل کیا گیا، مظاہرے کو ٹالنے کیلئے حکومت نے قومی اسمبلی کا اجلاس [illegible]

حکومت [illegible] مذاکرات کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا

اسلام آباد (نمائندہ جسارت) حکومت نے دینی جماعتوں کے مطالبہ پر قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کا فیصلہ کر لیا۔ یہ فیصلہ اس مطالبے کو منظور کرانے کے لئے کئے جانے والے مظاہرے سے چوبیس گھنٹے قبل کیا گیا۔ دینی جماعتوں کی طرف سے مظاہرے کے اعلان پر حکومت نے قومی اسمبلی کا اجلاس [illegible] منگل کی شام تک کے لئے ملتوی کر دیا تھا تاکہ منگل کی صبح کو ہونے والا مظاہرہ ٹالا جا سکے حکومت اس طرح اپنا فیصلہ کرنے کے لئے مہلت حاصل کرنا چاہتی تھی۔ آج حکومت نے مختلف دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور مختلف مکاتب فکر کے علماء اور مشائخ کو اس مسئلے پر گفتگو کے لئے مدعو کیا تھا۔ [illegible] اجلاس میں شریک نہیں ہوا [illegible] چوہدری شجاعت حسین [illegible] نے ٹیلی فون پر مولانا فضل الرحمٰن سے بات کی۔ حکومت کی طرف سے طلب کئے جانے والے اجلاس میں جن لوگوں نے شرکت کی ان میں [illegible] مولانا عبدالرؤف [illegible] حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں [illegible] قومی شناختی کارڈوں میں [illegible] مذہب کا کالم بڑھانے [illegible] کے لئے حکومت سے بات چیت کر کے فیصلہ کیا [illegible] مولانا [illegible] کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں جے یو آئی (فضل) کے سیکریٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن [illegible] اجلاس نے کل [illegible] مولانا فضل الرحمٰن نے [illegible] قومی اسمبلی میں [illegible] تاہم جے یو آئی مجلس کے فیصلوں کی تعمیل کرے گی۔

روزنامہ جنگ لاہور (3) 10 اکتوبر 1992ء

عریاں فلموں، سی این این، ایس ٹی این اور ڈش انٹینا پر پابندی عائد کی جائے ⊙ تحریک ختم نبوت

غیر مسلم ممالک سے ثقافتی معاہدے منسوخ کئے جائیں، ثقافتی طائفوں کے بیرون ملک دوروں پر پابندی عائد کی جائے، شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ درج کیا جائے

جاپان، ترکی، رومانیہ اور الجزائر میں تعینات قادیانی سفیروں کو برطرف کیا جائے، جماعت احمدیہ کو خلاف قانون قرار دیکر پابندی لگا دی جائے

صحابہ کرام کی شان میں گستاخی پر موت کی سزا مقرر کی جائے [illegible] کی تحقیقات کرائی جائے، ربوہ میں آل پاکستان ختم نبوت [illegible] قرار دادیں

[illegible] (نامہ نگار) مسلم کالونی ربوہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی دو روزہ گیارہویں سالانہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس اختتام پذیر ہو گئی ہے کانفرنس میں ملک بھر سے ہزاروں کی تعداد میں افراد نے شرکت کی۔ کانفرنس کے کل 16 اجلاس ہوئے۔ آخری اجلاس سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے [illegible] مولانا [illegible] نے خطاب کیا۔ [illegible] انہوں نے کہا کہ قادیانی گروہ [illegible]

توشۂ کتب

تبصرہ کیلئے کتاب کی دو جلدوں کا آنا ضروری ہے

مدیر مسئول مولانا حافظ مشتاق احمد عباسی

ناشر ادارہ صدیقیہ نزد چمن ڈی سلو گارڈن ویسٹ کراچی ۳۔ ہدیہ ۸ روپے سالانہ نوّے روپے۔

تبلیغ دین ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ خواہ یہ تبلیغ زبانی ہو، عملی ہو، یا تحریری۔ ہمارے موجودہ دور فتن میں دینی رسائل وجرائد کی اشاعت کی اشد ضرورت ہے۔ اس لئے کہ یہ نشر و اشاعت کا دور ہے ہر طرف سے لادین نظریات اور فحاشی و عریانی پر مشتمل لٹریچر کی بھرمار ہے۔

ماہنامہ الہادی کے مدیر مولانا حافظ مشتاق احمد عباسی محدث العصر حضرت مولانا السید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ کے شاگرد خاص ہیں۔

ماہنامہ الہادی ایک مکمل جامع ماہوار ہے۔ قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح، مسئلہ ختم نبوت، عظمت و عقیدت صحابہ کرام، محبت اولیائے عظام، اظہار حق، ابطال باطل، نگہبانی عقیدت، گلدستہ نعت، واقعات عبرت و نصیحت، انتخاب لطیفہ، سبھی کچھ اس مبارک ماہوار میں شامل ہے۔

یہ مبارک رسالہ گویا ایک دینی معلم و مبلغ ہے جو ہر باہ پڑھنے والے کی رہبری و رہنمائی کرتا ہے۔ مضامین کے مطالعہ سے سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ ماہنامہ الہادی میں روحانی علاج و ظائف اور اوراد بزرگوں کے مجربات بھی شامل ہیں۔

جسمانی صحت برقرار رکھنے سے متعلق بھی تجربہ کار حکماء کی ہدایات رسالہ میں موجود ہیں۔

یہ ماہنامہ ہر مسلمان گھرانے کی ضرورت ہے بجائے ٹی وی، وی سی آر دیکھنے اور سیاسی لہو و لعب پر مشتمل لٹریچر پڑھنے کے ایسے اسلامی دینی رسائل کا مطالعہ کیا جائے تو اس سے دین و دنیا کے فوائد حاصل ہوں۔ چھوٹوں بڑوں کی دینی اسلامی ذہن کی پختگی ہو۔

اللہ تعالیٰ مولانا حافظ مشتاق احمد عباسی صاحب کی اس خدمت کو قبول فرماویں اور اس رسالے کی تمام مشکلات آسان فرما دیں۔ اور زیادہ سے زیادہ مقبول و نافع بنا دیں۔

بقیہ: آہ! بشیر احمد مصری

سید میران شاہ صاحب کے ہاں کچھ دیر قیام کے بعد ان کے ہمراہ ایک بجے مسجد شاہجہان میں حاضر ہوا جناب حسن محمود عودہ جناب عبدالحفیظ شاہ اور ڈاکٹر ارشاد علی مجھ سے پہلے پہنچ چکے تھے مسجد کے خطیب حافظ افتخار احمد کا نذر نے اپنے خطاب جمعہ کے دوران اعلان کیا کہ نماز جمعہ کے بعد حافظ بشیر احمد مصری کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی انہوں نے راقم الحروف کے بارے میں بھی اعلان کیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مولانا منظور احمد الحسینی آچکے ہیں انہوں نے خطاب میں یہ بھی بتایا کہ جس مجلس میں حافظ صاحب کے عقائد سن کر ان کے قادیانی نہ ہونے کا تحریری سرٹیفکیٹ حضرت مولانا لال حسین اختر اور علامہ خالد محمود نے جاری کیا تھا اس مجلس کے دو شرکاء جناب نور محمد لودھی اور جناب محمد اشرف گوندل آج اس اجتماع میں موجود ہیں خطیب صاحب کے اعلان کے بعد ان کی دعوت پر راقم الحروف پہلی صف میں پہنچ گیا اور حافظ مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔

جمعہ کی ادائیگی کے بعد جنازہ باہر لان میں رکھ دیا گیا لندن اور دیگر مقامات سے کثیر تعداد میں لوگ جنازہ میں شرکت کے لیے آچکے تھے اور کم و بیش ایک ہزار افراد نے جنازہ میں شرکت کی نماز جنازہ سے قبل راقم الحروف نے حافظ کا مرحوم کی خدمات پر روشنی ڈالی اور قادیانیت سے ان کے تائب ہونے کے حالات ذکر کیے نماز جنازہ دو بجے حافظ افتخار احمد نذر خطیب شاہجہان مسجد کی امامت میں ادا کی گئی نماز کی ادائیگی کے بعد حافظ مرحوم کا چہرہ دکھایا گیا چہرہ پر بشاشت تھی اور ایمان کی رونق نظر آرہی تھی نماز کے بعد جنازہ بروک وڈ کے قبرستان کے لیے روانہ ہوا اور تقریباً پون گھنٹے میں وہاں پہنچ گیا ساڑھے تین بجے حافظ بشیر احمد مصری مرحوم کو سپرد خاک کردیا گیا اور خطیب صاحب کے کہنے پر راقم الحروف نے قبر پر دعا کرائی اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کریں۔ آمین، الٰہ العالمین۔

بقیہ: ختم نبوت رواں دواں

سے ان اکابر نے خطاب کیا۔ ۸۔ جنوری ۱۹۹۲ء سے تھوڑی سی ترتیب بدل دی گئی راقم الحروف اور مولانا قاری محمد امین راولپنڈی نے کارڈف شہر اور برمنگھم کی مساجد کیلئے ذمہ داری سنبھال لی جب مولانا محمد اکرم طوفانی بیرنگٹن اولڈہم اور دوسرے شہروں کے دورہ کی طرف روانہ ہوگئے مولانا محمد سعید خان نے برمنگھم کے اطراف و جوانب میں اپنا محاذ سنبھالا ہوا تھا جب کہ پہلا قافلہ بدستور اپنے پروگرام کے مطابق رواں دواں رہا۔ اس قافلے میں حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور حضرت مولانا محمد جمیل خان شامل ہوگئے بریسٹن کے علاوہ گلاسگو، بریڈ فرڈ، المیسٹر، شفیلڈ، برمنگھم، بلیک برن، راچڈیل، ڈنکاسٹر، ہڈرزفیلڈ، باٹلے، بریڈفورڈ، لیڈز، ورلسال، ہڈرسفیلڈ، بیرنگٹن، اولڈہم، کلاسٹر، برسٹل، نیٹن، ولور ہیمپٹن ان تمام شہروں میں تفصیلی جلسہائے ختم نبوت منعقد ہوئے۔ ان تمام اجتماعات میں تمام علماء کرام نے اپنے مخصوص انداز میں قادیانیت کا سیاسی مذہبی تجزیہ مسلمانوں کے سامنے پیش کیا اور قادیانی گروہ کے کام کرنے کے انداز اور طریق کار کی وضاحت کرتے ہوئے برطانیہ میں مقیم مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ بھی قادیانیوں اور دیگر اسلام دشمن عناصر کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں اور نئی نسل کو ان کے فریب سے بچانے کے لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ساتھ دیں۔

بقیہ: مدارس میں تربیتی کیمپ

جو علماء کرام رد قادیانیت پر معلومات و مہارت رکھتے ہیں ان کی تشکیل کی جائے اور معلوم کیا جائے کہ ہر ماہ وہ کتنا وقت اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے صرف فرمائیں گے۔

وفتر کی ذمہ داری ہوگی کہ ہر علاقے میں قادیانیوں کا سروے کرے اور ان کی سرگرمیوں کی کل رپورٹ مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کو رپورٹ بھیجتا ہے ہر ضلع سے دو نمائندے مجلس منتظمہ میں رکن

کی حیثیت سے نامزد کیے جائیں۔
شادی بیاہ میں قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے
مسلمانوں کا قبرستان مسلمانوں کے لیے وقف ہے
اس میں کسی قادیانی کو دفن کرنا غصب ہے مجلس کو پر زور
کوشش ہونی چاہیے کہ آئندہ کوئی قادیانی مسلمانوں کے
قبرستان میں دفن نہ ہو سکے۔
مجلس کی جانب سے وقتاً فوقتاً اردو تامل
اور انگریزی میں پمفلٹ شائع کئے جائیں
پروفیسر الیاس برنی کی کتاب قادیانی مذہب
کو دوبارہ طبع کرایا جائے تاکہ سارے ہندوستان
کے لیے فائدہ ہو۔

بقیہ : پریس کانفرنس

اب اگر ہو سکے تو ملک صاحب میرے اٹھائے ہوئے سوال
کا جواب دیں کہ کیا پاکستان میں اقلیتوں کی تو کیا "اکثریتوں"
کی جان و مال محفوظ ہے، کیا ملک عزیز میں آئے دن قتل
وغارت گری اور ڈاکوت اور چوریوں اور اغواء کے بازار
گرم نہیں رہتے؟ ایک اخباری اطلاع کے مطابق صرف
صوبہ سندھ میں دس ہزار ڈاکو موجود ہیں ملک صاحب نے
"اکثریتوں" کی وکالت کرتے ہوئے یہ سوال تو کبھی نہیں
اٹھایا ہوگا جو اقلیتوں کے لئے اٹھایا ہے؟
کیا وہ اس کی وجہ بیان فرمانا پسند کریں گے؟
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈنکے کی چوٹ پر کہتی ہے کہ
قادیانی بوجہ ارتداد و زندقہ کے واجب القتل بھی ہیں بشرطیکہ
کوئی اسلامی حکومت ہو جو یہ کام کرے موجودہ حکومت
ونظام سے یہ توقع رکھنا جبل سے دودھ کی امید رکھنے کے
مترادف ہے۔ آگے چل کر ملک صاحب نے ماہنامہ المعارف
اور ایک کتاب تاریخ عرب سے لمبے چوڑے اقتباسات نقل
کرکے اپنے اٹھائے ہوئے سوال کے لئے بنیاد فراہم کرنے
کی کوشش کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اقلیتیں ذمی ہوا کرتی
ہیں اور ذمیوں کی حفاظت اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔
ملک صاحب نے لفظ ذمی پڑھ اور سن تو لیا ہے مگر انہیں
ذمی کی تعریف معلوم کرنے کی توفیق نہیں ہوئی ورنہ انہیں
اپنے قلم کو زحمت دینے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔
ذمیوں کے احکامات کو تو کسی اور موقع پر اٹھا رکھئے
رکھتے ہیں لیکن یہاں اتنا عرض کروں گا کہ ذمی کا سوال تو
اسلامی حکومت میں پیدا ہوتا ہے اور اسلامی حکومت اسے
کہا جاتا ہے جس کا مکمل نظام اسلامی ہو، کیا پاکستان کا نظام
اسلامی ہے اور پھر یہ کہ ذمی تو حکومت کو ٹیکس دیتے ہیں
کیا قادیانی یا کوئی بھی اور اقلیت حکومت کو بوجہ ذمی ہونے
کے ٹیکس دیتی ہے؟
بیچ انہیں صفحات پر اس سے قبل بھی لکھا تھا اور اب
ایک مرتبہ پھر دہراتا ہوں کہ غیر مسلموں کی حفاظت حکومت
اسلامی کی ذمہ داری ہے فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ موجود ہے
کہ اگر کسی مسلمان نے کسی غیر مسلم کو عمداً قتل کر دیا تو اس کے
بدلے میں اس سے قصاص اور اگر خطاً قتل کیا تو دیت لی
جائے گی۔ مگر قادیانی محض غیر مسلم نہیں بلکہ زندیق اور مرتد ہیں
ملک صاحب خدارا انصاف سے کام لیتے ہوئے جس اسلام کے ذمیوں
کیلئے بیان کردہ اصولوں کو آپ نے نقل کیا ہے اسی اسلام کے
زندیقوں اور مرتدوں کیلئے بنائے ہوئے قوانین اور اصولوں
کا بھی تو مطالعہ کریں آپ تصویر کا صرف ایک رُخ کیوں
دیکھ رہے ہیں؟؟؟

بقیہ : گورنر پنجاب و دینی مدارس

علماء پیدا کرنے والی فیکٹریاں قائم رہیں گی تب تک
تمہاری دال نہیں گلے گی تم جانتے ہو مدارس عربیہ
سے فارغ ہونے والے علماء عوام میں شعور پیدا
کرتے ہیں اور جب مسلمانوں میں شعور پیدا ہو جائے
تو فرعونیت کا وجود مٹ جاتا ہے اس لیے تم آج
اسلامی احکامات کا مذاق اڑا رہے ہو لیکن یاد رکھو
اگر کچھ نرم نہیں رہا اشراکیت بکھر کے رہ گئی تو علماء کے جہاد
کی برکت سے کیپٹلزم یعنی سرمایہ دارانہ نظام کا بھی جنازہ
نکل جائے گا کسی دولت مند کی دولت نواب کی
نوابی اور گورنر کی گورنری اسلام کے دیوانوں کے راستے
میں رکاوٹ نہیں بن سکتی یہ ملک اسلام والوں کا ہے
اس کے لیے قربانیاں مسلمانوں نے دی ہیں اس لیے
یہاں یہ قانون بھی اسلام ہی کا چلے گا۔ اگر فرعون کی
فرعونیت غرور ظلم و ستم فنا ہو کر رہ گئی۔ تو اسلام کا مذاق
اڑانے والے بھی نہیں رہیں گے۔
خدا کا نام ازل سے تھا اسلام چودہ سو سال سے
ہے مساجد و مدارس چودہ سو سال سے قائم ہیں اور
قیامت تک رہیں گے۔ اگر بڑی بڑی حکومتیں اور کفار
کی بڑی بڑی فوجیں انہیں نہیں ختم کر سکیں تو انگریز کی
اولاد بھی یہ کام نہیں کر سکے گی۔
گورنر صاحب چاہے آپ نے مذاقاً ہی ایسا کیوں
نہ کیا ہو لیکن ذرا بتایئے کہ آپ کو اسلامی شعائر کا
مذاق اڑانے کی اجازت کس نے دی ہے؟
آپ کی گول گپے کی جیسی شکل کا کوئی مذاق اڑائے
تو سزا کا مستحق ٹھہرے اور اسلام اتنا لاوارث ہو گیا
کہ جانوروں کی طرح کھڑے ہو کر پیشاب کرنے والے
جب چاہیں تو اس کا مذاق اڑائیں نہیں یہ کبھی بھی
نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی ذی شعور مسلمان اس کی اجازت
دے سکتا ہے اسلام ہمارے دلوں کی دھڑکن ہے اسلام
ہماری روح کا نام ہے اگر روح ہی نہ رہے تو مردہ
جسم ڈھانچہ بن جاتا ہے اس لیے ہم اسلامی احکامات
کا مذاق اڑانے والوں کا پاتال کی گہرائیوں تک تعاقب
جاری رکھیں گے۔

بقیہ : معرکہ

گے اور انہیں اللہ کے حکم سے ہر جگہ وہ شکست دیں گے کہ
کانے کی ترشی روح اور تڑپ جائے گی۔ مولانا محمد یوسف
لدھیانوی نے اپنی مصروفیت کے لمحات قربان کیے، لمبا
سفر طے کیا، تصنیف و تالیف کے سمندر کی اتھاہ گہرائیوں
سے باہر تشریف لائے۔ آج ان کی شرکت نے قادیانیت
کے چہرے پہ نہیں سارے کنگرے زمین بوس کر دیئے۔ اور
علیم محقق مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کے تعاون اور یلغار سے
قادیانیت اپنے بلوں میں دبک گیا۔ ۲۹ اگست ۱۹۸۲ء کا دن
برطانیہ کی تاریخ کا عجیب دن بن گیا، میرے دل سے آہ نکلی،
میری آنکھیں ڈبڈبا گئیں، کلیجہ پھٹنے لگا کہ برطانیہ میں
تو قادیانیت سے نفرت کا اظہار کیا گیا وہ برطانیہ جہاں سے
قادیانیت پروان چڑھی تھی، جہاں سے اس خبیث درخت
کا بیج آیا تھا، جہاں کی گندی کھاد سے اس پودے کو سینچا
گیا تھا، مگر میرا اپنا ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر لیا گیا،
جس کی بنیادوں میں شہداء کا خون ڈالا گیا، جسے ناموس رسالت
کے تحفظ اور نظام مصطفےٰ کے نفاذ کی خاطر آزاد کرایا گیا، مگر میرے

اس ملک میں بمبری اس پاک دھرتی پر قادیانیوں کو نوازا جا رہا ہے۔ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو خوش کر کے نبی کا دل دکھایا جا رہا ہے۔ بدزبان صحافی بدبودار کالم لکھ لکھ کر نوجوان نسل کو دین سے اور ختم نبوت سے برگشتہ کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے اخبارات کالموں کو چھاپ کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کر رہے ہیں۔ روزنامے ہوں یا ہفت روزے ایوانِ حکومت ہو یا بار کلب ہر جگہ یہودیوں کے ایجنٹ برملا اسلام دشمنی کا زہر پھیلا رہے ہیں۔

ہم اپنے مسلمانوں کے منہ سے شیرازن کی لگی ہوئی بوتلیں دیکھ کر سکتے میں رہ جاتا ہوں۔ کیا اسلامی شعور فنا ہو گیا؟ کیا ناموسِ رسالت کی محبت کا چراغ مدہم پڑ گیا؟ کیا ازواج مطہرات کے بیٹے غفلت کی نیند سو رہے ہیں؟ کیا شوقِ شہادت سرد پڑ گیا؟ کیا ذوقِ جنون نے ابھی تک انگڑائی نہیں لی؟ اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر قادیانیت نواز کیوں اطمینان سے اپنے ناپاک مشن کو چلا رہے ہیں؟ کیا خالد و ضرار کے بیٹے انہیں لگام نہیں دے سکتے؟ کیا شیرازن کا بائیکاٹ نہیں ہو سکتا؟ کیا بھونڈی صحافت کو اس کے منطقی انجام تک نہیں پہنچایا جا سکتا؟ ہاں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے اگر ایمان ہو، شوقِ شہادت ہو اور جذبہ جہاد ہو۔

بقیہ: حافظ بشیر احمد مصری

قیام کیا پھر ۱۹۶۱ء میں برطانیہ آ گئے اس دور میں ووکنگ کی شاہجہان مسجد اس علاقہ کی مرکزی مسجد کی حیثیت رکھتی تھی۔ جو قادیانیوں کے تصرف میں تھی اسے چند مخلص مسلمانوں نے بے حد تگ و دو کے بعد قادیانیوں کے تسلط سے چھڑایا اور حافظ بشیر احمد اس مسجد کے پہلے مسلمان امام مقرر ہوئے حافظ صاحب کو یہاں بھی قادیانیت سے معرکہ آرائی کا سامنا کرنا پڑا۔ جس میں وہ کامیاب رہے چنانچہ وہ اپنی یادداشتوں میں لکھتے ہیں کہ

خدا نے جو سب سے زیادہ مسرت بخش اسلام کی خدمت کرنے کی مجھے توفیق دی وہ یہ تھی کہ وہ ووکنگ مسجد کی امامت سے مستعفی ہونے سے قبل ایسے حالات پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ اس مسجد اور مرکز میں اب کبھی بھی کسی مرزائی امام کا تقرر نہیں ہو سکتا۔

۱۹۶۸ء میں ووکنگ مسجد کی امامت سے الگ ہو گئے اور مسلم ممالک کا بائی روڈ سفر شروع کیا جو تقریباً تین سال جاری رہا اس دوران چالیس سے زیادہ ممالک میں گئے اور مسلم ممالک کے حالات کا مشاہدہ کیا۔

قادیانی امت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد نے تین سال قبل دنیا بھر کے مسلم راہنماؤں کو مباہلہ کی دعوت دی تو اس کی ایک کاپی حافظ بشیر احمد مرحوم کو بھی بھجوائی گئی حافظ صاحب نے یہ چیلنج مرزا طاہر احمد کے نام ایک کھلے مطبوعہ خط کی صورت میں قبول کیا لیکن مرزا طاہر نے میدان مباہلہ میں آنے کی ہمت نہ کی۔

حافظ بشیر احمد مرحوم کے بارے میں بعض حلقوں کی طرف سے یہ شکوک پھیلائے جاتے رہے کہ ان کے عقائد اب بھی لاہوری مرزائیوں سے ملتے جلتے ہیں لیکن ۱۹۶۸ء میں مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر کی برطانیہ آمد کے موقع پر دونوں کی گفت و شنید ہوئی اور مولانا لال حسین اختر نے تحریری طور پر ان شکوک کو رد کیا اور کہا کہ وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔

راقم الحروف کی ملاقات حافظ بشیر احمد مرحوم سے ۱۹۸۵ء، ۱۹۸۶ء میں ختم نبوت سینٹر لندن کی سالانہ ختم نبوت کے موقع پر ہوئی کچھ زیادہ گفت و شنید کا موقع نہیں ملا۔ لیکن یہ سعادت کیا کم تھی کہ زندگی میں اس تاریخی شخص کو دیکھنے کا موقع مل گیا جس نے اس دور میں مرزا قادیانی کے نام نہاد خاندان نبوت کے سیکس سکینڈل کو بے نقاب کرنے کی جرأت کی جب قادیانیت کے خلاف بات کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف سمجھا جاتا تھا بہر حال حافظ بشیر احمد مصری تحفظ حیوانات اور حیوانات کے ماہر بھی تھے اور اس شعبہ میں ان کی خدمات یقیناً وقیع ہوں گی لیکن وہ ہماری مذہبی تاریخ کا بھی ایک جرأت مند اور باحوصلہ کردار ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں۔ ان کی نیکیاں قبول کریں خطاؤں کی معافی دیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازیں آمین یا الہ العالمین

بقیہ: مولانا عبدالقادر رائے پوری

کے باوجود اس کے خریدنے کی ترغیب دی کئی بار مجلس میں پڑھی گئی قادیانی حلقے نے اس کتاب کا خاص وزن محسوس کیا "الفضل" اور "پیغام صلح" نے مسلسل اس پر تنقید شائع کی لیکن بقول مولانا ظفر اللہ خان عزیز مدیر ایشیا یہ مضامین اس کے اثر کو کم نہیں کر سکے۔

اس طویل داستان سے مقصود حضرتؒ کے اس شغف اور فکر و اہتمام کا اظہار ہے جو آپ کو اس مسئلہ کے ساتھ تھا۔ اور جو بقدر تعلق آپ کے اہل تعلق میں کارفرما ہے۔

بقیہ: خلائی تسخیر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طویل حدیث ذکر کی ہے اس حدیث میں ہے کہ

فاما سائر الکواکب فمعلقات من السماء کتعلیق القنادیل من المساجد

سارے تارے آسمان کے نیچے فضا میں یوں معلق ہیں جیسے فانوس مسجد کی چھت سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صریح قول کے بعد بھی کچھ شک باقی رہ سکتا ہے!

دلیل ۸: یہ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت تھی اب آپ کی موقوف روایت لیں ان کی اپنی رائے ملاحظہ ہو فرماتے ہیں،

ان النجوم قنادیل معلقة بین السماء والارض بسلاسل من نور (روح المعانی ۳۰ ج ۲۹)

تارے لٹکے ہوئے فانوس ہیں نور کی زنجیروں کے ساتھ جنہیں فرشتے تھامے ہوئے ہیں۔

ابن عباسؓ کی اس روایت سے واضح ہوا کہ

(۱) ستارے آسمان سے نیچے کھلی فضا میں ہیں۔

(۲) قدیم فلاسفہ کی اس رائے کی تردید ہوئی کہ تارے آسمان میں جڑے ہوئے ہیں

(۳) تارے نورانی زنجیروں کے ذریعہ فضا میں معلق ہیں سائنسدانوں کے نزدیک نور کی زنجیروں کی تعبیر کشش کے نام سے ہوتی ہے

۴۔ نورانی زنجیر اور کشش ثقل ایک چیز کی دو تعبیریں ہیں اول پیغمبرانہ تعبیر دوم فلسفی تعبیر اس طرح سائنس اور قرآن کا ایک بڑے اہم قانون (ثبوت کشش) پر اتفاق ہوا آپ غور کریں تارے جس طاقتور قوت جاذبیت کے ذریعہ باہم مربوط ہیں۔ وہ نورانی زنجیر نہیں تو اور کیا ہے پیغمبرانہ لب و لہجہ میں کشش کے لئے نورانی زنجیر سے بہتر کوئی تعبیر ممکن نہیں۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

کیا آپ چاہتے ہیں
کہ آپ کی رقم
مسلمانوں کو مرتد
بنانے میں
استعمال ہو ؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

تمام غیرتمند
مسلمانوں سے
ایک
سوال

لیکن
اس کے باوجود آپ کی
لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے
آپ کی رقم سے
مسلمانوں کو
مرتد بنایا جا رہا ہے

وہ کیسے ؟
آپ میں سے بعض لوگ
قادیانیوں سے خرید و فروخت
کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں
سے لین دین کرتے ہیں اور
قادیانی کارخانوں کی مصنوعات
استعمال کرتے ہیں

کیا آپ
جانتے ہیں کہ
اسی خرید و فروخت لین دین کے نتیجہ میں
قادیانی جو منافع کماتے ہیں اس منافع یعنی
ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ
اپنے مرکز ربوہ میں
جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں
وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی
کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی
مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ
قادیانیوں کے ساتھ کاروبار
و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ
ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں
اور ان کے ساتھ شریک ہیں

یاد رکھئے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے پیسے سے قادیانی مرکز ربوہ چلتا ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کے لئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں
براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہٰذا
تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت مکمل طور پر بند کر دیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

مرکزی دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ
ملتان (پاکستان) فون: ۴۰۹۷۸